THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, February 8, 2012
(77th Session)
Volume X, No.17
(Nos.1-17)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran………………..…..
2. Questions and Answers……………………………..
3. Leave of Absence…………………………………...
4. Point of order:
   - Killing of Balochistan MPA's wife and daughter…………………………………...

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X
No. 17

SP. X(17)/2012
130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, Feb. 08, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty nine minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ
اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ترجمہ: وہ لوگ جو اس رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

سورۃ الاعراف

آیات (۱۵۶ تا ۱۵۷)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

We may now take up questions. Tahir Hussain Mashhadi.
Q.No. 157

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, this question was asked before, they did not give the answer but this time they managed.

میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اگر ان کو پتا ہو کہ وانا کا کیڈٹ کالج کب سے function کرے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب فاٹا پاکستان کا بڑا backward area ہے تو اس کا بھی پورا پورا حق ہے، وہاں کے بچوں کا بھی پورا حق ہے تو ان کے لیے نئے کالجز کیوں نہیں بنائے گئے اور اگر حکومت کے plan میں کوئی کالج بنانا ہے تو وہ از راہ کرم بتا دیں اور لڑکیوں کے تیرہ کالجز فاٹا میں ہیں مگر خاص طور پر خواتین کے لیے فاٹا کو اپنی یونیورسٹی کب ملے گی؟ شکریہ جناب چیئرمین۔

انجینئر شوکت اللہ: شکریہ، جناب چیئرمین! وانا کا کیڈٹ کالج already functional ہو چکا ہے وہاں پر classes start ہو چکی ہیں۔ سینیٹر صاحب نے جو سوال میں کہا کہ گزشتہ دو سالوں میں کوئی کالج نہیں بنا، actually پچھلے دنوں ایک کالج کی sanction ہو گیا ہے، اس کے لیے staff کا انتظام ہو گیا ہے اور وہ اور کزئی ایجنسی میں ہے، وہ بھی start ہو گیا ہے۔ سینیٹر صاحب نے جو یونیورسٹی کے متعلق پوچھا ہے، ایک یونیورسٹی ایف آر کوہاٹ میں جو بن رہی ہے یہ female and male دونوں کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! کیا وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ جو 13 girls degree colleges ہیں یہ کس کس مقام پر ہیں اور جو یونیورسٹی ایف آر کوہاٹ میں ہے، یہ کس مقام پر ہے؟

انجینئر شوکت اللہ: جناب والا! یہ یونیورسٹی اخروال ایف آر کے علاقے میں ہے اور 13 girls degree colleges کے نام اگر سینیٹر صاحب لینا چاہیں تو میں ان کو نام بھی بتا سکتا ہوں۔ یہ خار باجوڑ میں ایک ہے، دوسرا یکاونڈ مہمند ایجنسی میں ہے، تیسرا اجمرود خیبر ایجنسی میں ہے، چوتھا درہ آدم خیل ایف آر کوہاٹ میں ہے، پانچواں غلجو میں ہے جو اور کزئی ایجنسی میں ہے۔ اگلا کلایا کے مقام پر ہے اور کزئی ایجنسی میں ہے۔ میرے پاس کالجوں کی پوری تفصیل ہے اگر سینیٹر صاحب کہیں تو میں ان کو دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے سوال کا مقصود یہ ہے کہ کیڈٹ کالج جو وانا میں ہے، یہ کب operational ہوا ہے، اس میں کتنے طلبا ہیں اور کیا وزیر صاحب بتا سکیں گے کہ ان طلبا میں فاٹا کے طلبا کی تعداد کیا ہے؟

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ بلاشبہ آپ کوئی نئے کالجز شروع نہیں کر سکے ہیں لیکن جو کالجز پچھلے دس سالوں میں وہاں تباہ کیے گئے ہیں کیا ان سب کو آپ نے restore کر دیا ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ: شکریہ، جناب چیئرمین! کیڈٹ کالج وانا کا پہلا سال ہے وہ function ہو چکا ہے اور طلبا کی exact strength کا مجھے پتا نہیں ہے، میں سنیٹر صاحب کو ان کی تعداد دے دوں گا۔ جہاں تک تباہ شدہ کالجز اور سکول ہیں، actually جو colleges and schools damage ہوئے ہیں، وہ soft target کی وجہ سے damage ہوئے ہیں، ان کا survey ہو چکا ہے اور اب ہم ان کی restoration پر جا رہے ہیں مثال کے طور پر باجوڑ ہے، مہمند ہے، جن جن علاقوں میں امن آ رہا ہے ہم ترجیح ان علاقوں کو دیتے ہیں، دوبارہ ان کی rebuilding شروع ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: عبدالرازق صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: جناب والا! شکریہ، میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک معزز رکن چھالیہ کھا رہے ہیں اور رولز میں ایوان میں کھانا پینا منع ہے۔ اس کے علاوہ میرا سوال فاٹا کے حوالے سے ہے۔۔۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: چھالیہ ایوان میں کھانا منع ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل منع ہے، .you can not chew anything رولز یہ کہتے ہیں۔ آپ کو رولز پڑھ کر سناؤں بلکہ آپ سب کو یہ رولز پڑھنے چاہیئں۔ رازق صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: معزز وزیر صاحب نے کہا ہے کہ درہ آدم خیل میں اس وقت ایک کالج working میں ہے۔ میرا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے اور میرے علم میں نہیں ہے کہ درہ آدم خیل میں کوئی لڑکیوں کا کالج کام کر رہا ہے اور اس کے علاوہ جو محکمے نے جواب دیا ہے کہ ایف آر کوہاٹ میں اخروال میں ایک فاٹا یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے تو ایسی وہاں کوئی proposal نہیں ہے، اخروال میں نہ ایسا

کوئی علاقہ ہے اور شاید محکمہ یہ جواب بھی غلط دے رہا ہے تو میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب محکمے کو کہیں کہ وہ ایوان میں صحیح جواب دے۔

سینیٹر شوکت اللہ: جناب والا! جو معزز رکن نے کہا یہ Government Girls Degree College Dera Adamkhel F R Kohat میں ۲۰۰۴ سے محکمے کے مطابق کام کر رہا ہے اور اس کا جو sanctioned staff ہے وہ ۲۴ پوسٹیں ہیں تو یہ ہوا میں نہیں بن سکتا، انہوں نے جو جواب بھیجا ہے وہ گراؤنڈ پر ہوگا۔

ان کا جو دوسرا سوال ہے، اس کے لیے ۲۶۶ کنال اراضی allot کی گئی ہے اور اس کے لیے 133 million rupees بھی مختص کیے گئے ہیں اور فی کنال پانچ لاکھ روپے کا معاہدہ بھی لوگوں کے ساتھ طے ہو چکا ہے۔

Mr. Chairman: Nex Question.

Fd by T02

Sial\A.Rauf T02-08Feb2012 Er1 4.50

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی اگلا سوال، ایس ایم ظفر صاحب۔ وہ موجود نہیں ہے۔ بخاری صاحب! وزیر داخلہ کہاں ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! وزیر داخلہ صاحب کی طرف سے مجھے ایک fax receive ہوئی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ he is unable to attend the session. میں نے ان سے contact کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ وہ دبئی میں ہیں تو ہم ان کے تمام سوالات Friday کے لیے defer کر دیتے ہیں۔

All questions that are; Q. Nos. 66, 129, 131, 132, 166 and 172 are deferred for Friday. Bokhari Sahib please send him the message that he must come on Friday to answer the questions.

دو سوالات ۱۶۶ اور ۱۷۲ کے جوابات نہیں آئے ہیں، ان کے لیے بھی انہیں message کر دیں تاکہ ان کے replies بھی آجائیں۔

حافظ رشید صاحب، وہ موجود نہیں ہیں۔ جی حاجی غلام علی صاحب۔

[Q. No.126]

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر حاجی غلام علی: میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ بوریا وغیرہ پر محصول لیا جاتا ہے۔ جناب! محصول تو پورے پاکستان میں ختم ہو چکا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ محصول کسی قانون کے تحت لیا جاتا ہے اور ان غریب لوگوں سے کیوں لیا جاتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ (وزیر برائے ریاستیں و سرحدی علاقہ جات): جناب چیئرمین! اگر ان کی figures آپ دیکھ لیں تو پچھلے دس سالوں کی figures انہوں نے مانگی ہیں۔ یہ رقم کوئی ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے دس سالوں میں لی گئی ہے۔ یہ ایک ایجنسی کی ہے، اس میں کتنے ٹرک آئے ہوں گے۔ یہ بھی لامحدود ہے۔ معزز ممبر جس کو محصول کا نام دے رہے ہیں یہ رقم اسی علاقے میں ہی خرچ ہوتی ہے، شاید settled areas میں یہ قانون ختم ہو چکا ہے لیکن یہ ایک بڑی nominal سی چیز ہے جس کی utilization کے لیے بھی یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: جی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جناب! میں نے ان سے پوچھا ہے کہ یہ کس قانون کے تحت وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ تو اس طرح ہے کہ بھتہ وصول کرو اور کہو کہ میں مسجدیں بناتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ: یہ بات ان کی صحیح ہے اگر یہ جاننا چاہتے ہیں تو یہ مجھے fresh question دے دیں تاکہ وہ قانون بھی ہم ان کے سامنے رکھ سکیں۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں وزیر صاحب سے یہی سوال دوبارہ پوچھوں گا کہ جو چونگی وصول کیا جاتا تھا وہ بھی اس ملک میں ختم ہو چکا ہے تو پھر قبائلیوں کے ساتھ یہ ناانصافی کب تک جاری رہے گی، چاہے یہ جتنی بھی normal اور تھوڑی ہو لیکن غریب لوگوں کو پکڑا

جاتا ہے، یہ بات آپ کو بھی معلوم ہے اور یہ میرے علم میں بھی ہے۔ ملک کو تو کوئی نہیں پکڑے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کو ختم کرنے کا کوئی plan ہے اگر ہے تو یہ کب تک ختم کریں گے۔ آپ وزیر ہیں لیکن اسی علاقے سے آپ کا تعلق ہے جہاں یہ غریب لوگ رہتے ہیں۔ انہوں نے یہاں پر یہ بھی دیا ہے کہ قومی لشکروں کو اور قبیلوں کو ماہانہ بنیاد پر ادائیگی ہوتی ہے۔ کیا یہ وہ رقم ہے جو ملک کا وظیفہ ہے یا دہشت گردی کے خلاف لڑنے کے لیے جو لشکر بنائے ہوئے ان کو یہ پیسا مل رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ: جناب! میری گزارش ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے جو سالانہ grants political agent کو ملتی ہے وہ انتہائی کم ہوتے ہیں تو ان کے اخراجات کو چلانے کے لیے یہ رقم رکھی ہوئی ہے جیسے انہوں نے لشکر اور elders کا ذکر کیا جو ملک ہیں، ملک کو بھی اسی رقم سے ملتا ہے اور قومی لشکر جس کی پچھلے تین سالوں میں ضرورت بن گئی تھی ان دونوں کو اسی cess سے ملتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! یہ کب تک اس کو ختم کر رہے ہیں؟

انجینئر شوکت اللہ: جناب! معزز ممبر صاحب کہتے ہیں کہ اس کو ختم کرنا چاہیے۔ میں خود بھی چاہتا ہوں کہ یہ چیز ختم ہونی چاہیے جیسے کہ ملک کے دوسرے حصوں سے یہ cess ختم ہوا۔ ہم اس کی سفارش کریں گے کہ یہ ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی عبدالرازق صاحب، آپ کا بھی کوئی سوال ہے؟

سینیٹر عبدالرازق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو محصولات جمع ہوتے ہیں کیا یہ کسی قومی خزانے میں بنک میں جمع کیے جاتے ہیں اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے اس کی کوئی receipt وغیرہ بھی حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے یہاں مدیں دی ہیں کہ ان پر رقم خرچ ہوتی ہے۔ یہاں ملک کے وظیفے کی بات کی ہے لیکن وہ تو حکومت سے منظور شدہ رقم ہے وہ اس مد سے نہیں جاتی، ملک کی رقم تو بجٹ میں دی گئی ہوتی ہے۔ اسی طرح قومی لشکر کے لیے ایک بجٹ منظور ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو محصولات ہیں ان کا کوئی حساب کتاب بھی ہوتا ہے یا نہیں یا ایک جیب سے دوسری جیب میں ڈال کر اس کا حساب کتاب کیا جاتا ہے۔ اس کا کوئی proper record maintain ہوتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجنیئر شوکت اللہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ معزز ممبر نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ جناب! اس کی proper receipts ہوتی ہیں اور Agency Development Fund کے نام سے یہ cess جمع ہوتا ہے۔ ہر ایجنسی کا اس سلسلے میں فاٹا سیکرٹریٹ میں audit ہوتا ہے اور تمام agencies ان کو جوابدہ ہوتی ہیں۔ سوال کا جو دوسرا حصہ ہے کہ ملکوں کے لیے جو پیسے ہوتے ہیں وہ منظور شدہ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے اس کو لنگی بولتے ہیں وہ سالانہ کے حساب سے دی جاتی ہے۔ جس cess سے ہمارے political agents ان کو پیسے دیتے ہیں یہ ماہانہ کے حساب سے ہوتے ہیں اور یہ ماہانہ ادائیگی اس cess سے پوری بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہی رقم جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا ان کے POL کے bills وغیرہ کے لیے بھی پوری نہیں ہوتی۔

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب محترم وزیر صاحب سے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ باجوڑ سے چینی کی مد میں جو ٹیکس وصول کیا گیا ہے یہ دس سالوں میں کوئی بیالیس لاکھ کے قریب ہے یعنی چار لاکھ سالانہ۔ یہ کس شرح سے وصول کیا گیا؟ کیا یہ بتا سکیں گے کہ ان دس سالوں میں باجوڑ میں کتنی چینی پہنچی۔ یہاں پر دی گئی شرح کی سمجھ نہیں آرہی ہے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ جب tribal area میں کوئی سامان لے جاتا ہے تو اس سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے لیکن بجلی کا ٹیکس جو وصول کیا جاتا ہے اس کا کیا حساب کتاب ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجنیئر شوکت اللہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ انہوں نے چینی کے لیے شرح پوچھی ہے، جناب! وہاں پر چینی کھانے والوں کی شرح کم ہے اور وہاں پر گڑ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ انہوں نے سوال چینی کے متعلق کیا ہے لیکن اگر یہ گڑ کے متعلق سوال کرتے تو وہ کہیں زیادہ ہوتا۔ جناب! بجلی کی مد میں جو چیزیں جاتی ہیں، وہاں پر بجلی کا بھی ایک cess ہے لیکن وہ رقم اس سے نہیں جاتی، دو چیزوں میں لگتا ہے اور وہ بجلی کا nominal cess دیتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! میرا سوال ہے کہ گڑ بے شک جاتا ہے لیکن یہ کیا شرح بنی ہے؟ مطلب یہ ہے کہ باجوڑ کے لوگ سالانہ چار لاکھ روپے دے رہے ہیں تو کتنی چینی گئی اور اس کی شرح کیا تھی۔ دوسری بات انہوں نے مان لی کہ بجلی کے نام سے ایک cess وصول کیا جاتا ہے وہ پیسا کدھر جاتا ہے؟ وہ پیسا تو واپڈا کی ملکیت ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

انجینئر شوکت اللہ: جناب! واپڈا کے account میں وہ پیسے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: شکریہ جناب چیئرمین۔ جتنے جوابات آرہے ہیں یہ میری سمجھ سے بالکل باہر آرہے ہیں۔ کیا یہ کہہ رہے ہیں کہ بھتہ وہاں پر legal ہے کہ آپ وصول کرکے ان کو دے رہے ہیں۔ آج یہ ایک بات admit کرلیں کہ بھتہ وہاں پر legal ہے تو پھر سارے ملک کے اندر legal ہو جانا چاہیے۔ جب یہ cess اور جب جگہوں پر ختم ہو گیا ہے تو اس طرح سے پیسا وصول کرکے ملکوں کو دے دیا جائے۔ یہ جواب دینے کا طریقہ نہیں ہے۔ یہ ذرا study کرکے یہاں آجائیں اور جواب دیں۔ یہ اس طرح کے جواب ہوا میں دے رہے ہیں یہ میری سمجھ سے تو بالکل باہر ہیں۔

Mr. Chairman: Now we come to the next question. It is in the name of Hafiz Rashid Ahmed Sahib. Yes, Mashhadi Sahib.

Q.No. 163

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No supplementary sir.

Mr. Chairman: Next question….

Then fd by T03

T03-08FEB2012 FAZAL|Zaidi 5:00 UR7

Mr. Chairman: Next question, Hafiz Rashid Ahmed sahib. On his behalf, yes, Haji Ghulam Ali sahib.

[Q. No. 164]

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر حاجی غلام علی: یہ اسی طرح غلط جواب ہے۔ اس ایوان کو چاہیے کہ وزیر موصوف کو یہ ہدایات دیں کہ ان offices کے خلاف ایکشن لے جو illegal کام کرتے ہیں، جو غیر قانونی اور غیر آئینی کام کرتے ہیں۔ ابھی اس سوال کا پھر وزیر موصوف نے جواب دیا

ہے کہ چینی سے حاصل کی گئی رقم کونسی اتھارٹی اور قاعدے کے تحت مذکورہ ٹیکس ہم وصول کرتے ہیں۔ ادھر ٹیکس کہاں ہے؟ ادھر تو دنیا کی کسی بھی چیز پر ٹیکس نہیں ہے۔ وہاں پر ہم یہ کہہ کہہ کر تھک گئے ہیں کہ آپ tribal areas میں کارخانے لگائیں تو آپ پر ٹیکس نہیں ہوگا۔ آپ tribal areas میں فیکٹری لگائیں وہاں پر آپ سے ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ ادھر تو ایوان خود گواہ ہے کہ چینی پر ٹیکس لگا ہے۔ گڑ پر ہم ٹیکس دیتے ہیں تو کارخانہ کون لگائے گا؟

جناب چیئرمین: آپ question پوچھ لیجیے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: یہی میرا question ہے۔ کس طرح آپ یہ ٹیکس وصول کر رہے ہیں اور اس طرح کارخانوں پر sales tax نہیں ہے لیکن یہ وصول کر رہے ہیں۔ کس قانون کے تحت وصول کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ غصے میں مت آئیے، آرام سے ذرا ان سے جواب معلوم کریں۔

انجینیئر شوکت اللہ: جناب چیئرمین! حاجی صاحب ہمارے محترم ہیں اور ان کا غصہ بھی بجا ہے۔ انہوں نے وہاں پر فیکٹری لگائی تھی اور پھر وہاں پر sales tax شروع ہو گیا تھا تو تھوڑا سا مسئلہ تھا اس علاقے میں۔ Sir, again وہی same question ہے۔ پچھلا سوال یوریا پر تھا اور اب یہ چینی پر ہے لیکن چینی اور یوریا کا mix ہو گیا ہے۔ Question No. 126, it was about Urea. اب یہ چینی کا ہے۔ سب نے چینی کے متعلق سوالات پوچھے ہیں۔ Question and Answer میں کوئی ایسی غلطی نہیں ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ وہاں پر جو normal طریقہ کار ہے وہ کام نہیں کرتا ہے-----

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آرام سے سن لیں۔

انجینیئر شوکت اللہ: FCR میں کافی چیزیں ہیں جو ان علاقوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ Exactly وہاں پر جو حالات چلتے ہیں وہ بھی دوسرے علاقوں سے مطابقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے جو figures دیے ہیں یہ پچھلے دس سال کے ہیں اور پچھلے دس سال میں 42 لاکھ روپے کا Cess لیا گیا ہے اور وہ بھی واپس خرچ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین صاحب! میرا معزز وزیر صاحب سے وہی سوال ہے۔ دیکھیں اس میں لکھا ہے کہ قومی لشکر کو اور قبائل کو ماہانہ کی بنیاد پر ادائیگی۔ حالانکہ قبائلیوں کے جو ملکان ہیں وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں تو انگریزوں کے دور سے یہ مل رہا ہے۔

وہ آپ کے وفاقی بجٹ سے جاتا ہے اور وہ ان کو Political Agent کے ذریعے ملتا ہے۔ اب جب آپ یہ وصول کر رہے ہیں، آپ نے یہ بھی کہا کہ گڑ پر بھی وصول کر رہے ہیں۔ کیا ظلم ہے ان لوگوں کے ساتھ جو قبائل میں رہتے ہیں۔ گڑ جو پاکستان میں سب سے غریب لوگ استعمال کر رہے ہیں اس پر بھی آپ ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کر لیجیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں اصل میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ آگے یہ کہتے ہیں کہ گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر بھی خرچ ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ ظلم نہیں ہے۔ یہ ظلم کب تک قبائلیوں کے ساتھ ہوگا؟ اس کو ختم کرنے کے لئے کیا کوئی پروگرام ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

انجینیئر شوکت اللہ: جناب چیئرمین! اگر یہ ایوان تجویز کرے یا یہ جو معزز اراکین ہیں یہ تجویز کریں تو یہ سارے taxes بھی انشاء اللہ ختم ہو جائیں گے اور یہ system اس طرح ہو جائے گا جس طرح سے باقی پاکستان میں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں معزز وزیر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خیبر کے through جو مال جا رہا ہے اس میں different قسم کے taxes charge ہو رہے ہیں۔ We can't call it the tax اور دوسرا یہ ہے کہ جس طرح حاجی عدیل صاحب نے کہا کہ یہ جو electricity Cess میں وصول کیا جاتا ہے۔ Electricity Cess جو وصول کیا جاتا ہے وہ واپڈا والوں کو نہیں ملتا۔ میں معزز وزیر صاحب سے یہ request کروں گا کیونکہ دنیا جہان کے لوگ ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ فاٹا میں جو بجلی کی چوری ہے اگر ٹیکس وصول کیا جاتا تو وہ چوری تو نہ ہوتی۔

دوسرا، میں حاجی غلام علی صاحب کو یہ عرض کروں کہ last finance Bill میں فاٹا انکم ٹیکس نیٹ میں آ گیا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ انہوں نے پڑھا نہیں ہوگا یا ان کی نظر سے گزر گیا ہوگا۔ فاٹا انکم ٹیکس نیٹ میں آ چکا ہے last جو finance Bill ہمارا pass ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جو پیکیج آپ کو خیبر پختونخوا کے لئے ملا ہے اس میں سب سے پہلے یہ لکھا گیا ہے کہ فاٹا میں Sales tax and Income tax are not applicable. اگر آپ مجھے ایک منٹ دیتے ہو تو میں ابھی سمری آپ کو دے دیتا ہوں۔ وہاں پر ایسا کسی قسم کا ٹیکس نہیں ہے۔ خٹک صاحب کے دفتر میں میری فائل پڑی ہوئی ہے میں آپ کو دے دوں گا۔ وہاں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ یہ جو سمری آپ کو آئی ہوئی ہے اس کی پہلی line پڑھیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی صاحب۔ عبدالرازق صاحب! آپ question کیجیے۔

سینیٹر عبدالرازق: جناب چیئرمین! فاٹا کے حوالے سے جو بات چل رہی ہے۔ ایک بات بڑی واضح ہے کہ وہاں پر taxation کا نظام بالکل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ question کرلیجیے۔

سینیٹر عبدالرازق: جناب چیئرمین! سوال میرا یہی ہے کہ ایک Government کے Officer کو پورا اختیار ہوتا ہے کہ وہ Government کے taxes کو مختلف لوگوں میں تقسیم کرے۔ یہ کونسے rules میں ہے؟ پشاور سے لنڈی کوتل جو کابل کی روڈ ہے یہ goldmine ہے۔ اس پر ہر روز تقریباً ڈیڑھ سے لے کر دو کروڑ روپے tax illegal جمع ہوتا ہے جس کا وہاں پر کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے اور یہ off the record تقسیم ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر عبدالرازق: جناب چیئرمین! یہ سامان پر نہیں بلکہ فی گاڑی یہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ Call Attention Notice دیں تاکہ منسٹر صاحب جواب دیں۔ آپ یہ بات question hour میں کر رہے ہیں۔ جی، پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اس سوال اور اس سے پہلے یوریا والے سوال کے بارے میں پوچھوں گا کہ یہ جو 11 مدات وزیر محترم نے بتائی ہیں، جن میں یہ پیسے استعمال ہوتے ہیں، ان میں کس مد میں کتنا خرچ ہوا ہے اور خصوصاً یہ بات کہ ملک ہیں یا لشکر ہیں، tribes ہیں، student کے stipend ہیں POL ہیں یعنی جو آپ کے normal budget کے اخراجات ہیں اور

یہ خاص پیسہ جو آیا ہے، آیا یہ اس کے over and above ہے؟ کیا یہ اس کو استعمال کر رہے ہیں ان budgeted اخراجات کے لئے۔ ذرا یہ وضاحت کریں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

انجینیئر شوکت اللہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! معزز سینیٹر صاحب نے جس طرح ان کی break up کا کہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا کہ ان 11 مدوں کی break up لے کر میں ان کو اپنے Chamber سے بھیج دوں گا۔ اگر یہ برا نہیں سمجھتے کیونکہ اس وقت میرے پاس ان کی break up نہیں ہے کہ کس کس شرح سے یہ رقم ادا کی گئی ہے۔ اس میں کبھی یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک مد میں کافی سارے پیسے چلے جاتے ہیں اور دوسری مد خالی رہ جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو پوری رقم لشکر کو دی جاتی ہے۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ ملکوں کو جو monthly basis پر اخراجات کے لئے دینے پڑتے ہیں کبھی اس میں چلے جاتے ہیں۔ یہ رقم پچھلے دس سال کی ہے اور یہ کافی کم ہوتی ہے۔ ان کے اپنے اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Hafiz Rashid Sahib, on his behalf.

[Q. No. 165]

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر عبدالرشید: میرے خیال میں یہ سارے questions ایک ہی نوعیت کے ہیں۔ اس کے جواب میں ایک تو یہ آیا ہے کہ آٹے پر کوئی محصول نہیں لیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس میں حقیقت نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے مشاہدے کے بعد ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ فاٹا میں جو چیز بھی باہر آتی ہے خواہ وہ آٹا، چینی اور گھی ہے حتیٰ کہ سبزی اور فروٹ وغیرہ سب چیزوں پر یہ ٹیکس کے نام سے لیا جاتا ہے اور پھر ہمیں وہاں کہا جاتا ہے کہ یہ ہم بجلی کے Bills کی مد میں واپڈا کے ساتھ جمع کر رہے ہیں۔ پھر جب ہم واپڈا سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا کوئی ریکارڈ ہے ہی نہیں۔ یہ فاٹا کے ساتھ بہت بڑا غیر قانونی ظلم ہے۔ لہٰذا میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے، وہ بھی ہمارے علاقے سے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ فاٹا کے لئے ان کے دل میں بھی ہمدردی ہے تو آیا ان کے بس میں یا ان کے اختیارات میں یہ بات ہے کہ اس ظلم کا خاتمہ کریں۔ اگر ان کے اختیار میں نہیں ہے تو پھر آپ اس حوالے سے کوئی ruling دے سکتے ہیں کہ فاٹا کو اس ظلم سے نجات ملے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب! جواب دیجیے۔

(آگے ٹی 04 پر جاری ہے)

T04-08Feb2012 Rauf/Saifi ED/ 5-10/UR10

انجینئر شوکت اللہ: شکریہ جناب چیئرمین! آنریبل ممبر صاحب نے جو سوال کیا ہے۔ علاقے کے لحاظ سے یہ بڑا relevant ہے لیکن آٹا کے بارے میں جو جواب دیا گیا ہے کہ آٹا پر ہم کوئی cess نہیں لیتے شاید ان کی یہ بات بھی صحیح ہو گی کیونکہ باقیوں پر جو بھی لیتے ہیں وہ چھپایا نہیں گیا ہے اور نہ ہی کوئی خفیہ documents تھیں۔ میری خود بھی اور سارے پارلیمنٹیرین کی بھی یہ خواہش ہے کہ وہاں پر کسی قسم کی Cess نہ ہو اور ان کی یہ بات بھی صحیح ہے کہ FATA Secretariat کے بارے میں میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ ان کا Principal Accounting Officer جو ہوتا ہے وہ FATA Secretariat کے under ایک system ہے اور ایک Presidential Order 2006-07 کے تحت میں میرے خیال میں وہ ہوا تھا اور اس کے تحت ہی بنا ہوا ہے اور سارا انتظام و انصرام FATA Secretariat ہی سنبھالتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اگلا سوال defer ہے اس کے بعد کا next question طلحہ محمود صاحب۔

Q. No.167

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Col Mashhadi sahib.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I would like to ask the Honourable Minister that

انہوں نے جیسے جواب دیا ہے کہ most of the railway tracks سو سال سے پرانی ہیں تو ہم بیچارے انگریزوں کا شکریہ ہی ادا کر سکتے ہیں کہ وہ کم سے کم ہمارے لیے ایک ریلوے چھوڑ کر چلے گئے ہیں جو آج ہم بند کر رہے ہیں مگر آپ نے کوئی اپنی Vision یا اپنا کوئی plan کوئی اپنا turn a round سوچا ہے یا کیا ہے۔ جس سے ہماری railway tracks کی improvement ہو جائے۔ fast trains آجائیں جیسے پوری دنیا میں بھاگ رہی ہیں یا ابھی تک ہم یہی ٹوٹی پھوٹی wagons چلاتے رہیں گے ہماری جو faulty and old railway tracks ہیں وہی چلاتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ، منسٹر صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور(وزیر برائے ریلوے): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کرنل صاحب نے سوال کیا ہے کہ ہماری جو tracks ہیں وہ بہت پرانی بھی ہیں اور کئی ملکوں میں تیز track ڈالے گئے ہیں لیکن ہم ان سے بہت پیچھے ہیں۔ انڈیا والے ہم سے کچھ آگے ہیں لیکن وہ بھی اسی track پر چل رہے ہیں وہ بھی speed 110/120 سے زیادہ نہیں بڑھ سکے ہیں۔ بنگلہ دیش والے بھی ایسے ہیں۔ جو بڑے امیر ممالک ہیں وہ بہت آگے نکلے گئے ہیں ہم ابھی اس position میں نہیں ہیں۔ ہم تو ابھی double track نہیں بنا سکے اور push کر رہے ہیں کہ track double ہو جائے تو ہماری آمدورفت میں کچھ آسانی ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! میں منسٹر ریلوے سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں گو کہ میرے سوال کا اس میں ذکر نہیں ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ tracks اس standard کے نہیں ہیں اور اسی وجہ سے پاکستان ریلوے کو مشکلات درپیش ہیں لیکن جناب والا! آپ نے سنا اور پڑھا ہوگا کہ لاہور سے ایک business train کراچی جاتی ہے۔ وہ بالکل right time پر وہاں پہنچتی ہے ان ہی tracks پر وہ چلتی ہے اور بعض اوقات دس منٹ پہلے پہنچ جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ private sector پر وہ کارکردگی ٹھیک ہے اور گورنمنٹ کی کارکردگی اس پر بہتر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور: یہ جو نئی گاڑی چلائی گئی ہے تو انہوں نے اپنے locomotive خود ٹھیک کرائے ہیں اور ان کی position بہتر ہے۔ ہماری ٹرینیں اس وجہ سے late ہوتی ہیں اکثر گاڑی چلتے چلتے ایک locomotive fail ہو جاتا ہے تو پھر دوسرا locomotive آ کر اس کو اٹھاتا ہے اس لیے دو، دو، تین گھنٹے لیٹ ہوتی ہیں۔ ان کی گاڑی کے locomotives اچھی حالت میں ہیں اور ہم بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے locomotives بھی اس حالت میں آ جائیں گئے تو انشاء اللہ ہم بھی گاڑیاں ویسے ہی چلائیں گے۔ ابھی کافی دنوں سے جو تکلیفیں تھیں وہ پہلے سے کم ہوئی ہیں۔ اس سے پہلے جو جھگڑا تھا اب حالات کافی بہتر ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ اور بہتر ہوں گے۔ مسئلہ سارا پیسوں کا ہے۔ پیسے مل نہیں رہے ہیں۔ اس لیے تکلیف ہے۔

جناب چیئرمین: جی، حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے محترم وزیر صاحب سے یہ دریافت کرنا ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ ملک کے اندر ریل کی جو پٹریاں ہیں وہ بین الاقوامی fast track classification کے مطابق نہیں ہیں۔ آگے چل کر یہ کہتے ہیں کہ ہم مرمت بھی کر رہے ہیں اور ہمارا نئی پٹریاں بھی ڈالنے کا پروگرام ہے جب پیسے ملیں گے تو یہ نئی پیٹریاں ہوں گی اور نئے ٹریک ہوں گے کیا یہ بین الاقوامی معیار کے مطابق ہوگا یا عمومی معیار والے آپ دوبارہ repair کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور: ہمارا اپنا جو معیار ہے اس کے مطابق ہوگا۔ بین الاقوامی معیار کے مطابق نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ Next question ڈاکٹر اسماعیل بلیدی صاحب۔

Q. NO. 168

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: میرا تو پچھلے سوال پر تھا اور میں نے لائٹ جلائی تھی۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ اس پر supplementary کرلیں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister that 1.8 billion rupees

کا loss pilots نے پہنچایا ہے۔ آپ نے ان کے ساتھ کیا کوئی disciplinary action لیا کوئی improvement کروائی کہ this type of criminal loss دوبارہ نہ ہو، آپ نے ایسے کوئی Rules بنائے ہیں یا what action was taken against those people responsible for this despicable جو PIA کی performance ہوئی تھی کہ flights چار دن نہیں چلیں۔ 56000 passengers were stranded, 451 flights were canceled and losses of 1.8 billion and revenue loss of millions and millions

جناب چیئرمین: جی What is your question مشہدی صاحب؟

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, what action he has taken against those responsible for this despicable great loss to the nation.

Chaudhry Ahmed Muhktar: Sir, I agree that we should have taken a very serious action. The situation was so poor and critical that political parties had started indulging in the activities of the airline and it was very dangerous to bring back the employees because they were at the airport and some of them were not going to bed, not taking rest and it was dangerous that the pilots be taken directly from the verandas and put them in the aircrafts. We did talk to the concerned authorities that this is what happened and we should take action but then in the meantime there were also calls on the other side that let us sit down together and try to solve all these problems.

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر فی الحقیقت چار دن کی strike سے 1.8 billion کا نقصان ہو رہا ہے تو preventive steps آپ نے کیا کیے۔ یعنی کوئی regulation on time آپ کرتے۔ کس کی وجہ سے strike ہوئی۔ پھر آپ نے کن terms پر ان سے معاملہ کیا اس لیے کہ اتنا شدید loss ہے اور PIA already بہت crisis کے اندر ہے تو ایسی situation کیوں پیدا ہونے دی گئی کہ اس کے نتیجے میں strike ہوئی۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

چوہدری احمد مختار (وزیر برائے دفاع): جناب، جب بھی کوئی ایسا معاملہ آتا ہے اور جب کوئی strikes ہوتی ہیں تو you can not go and stop it then and there. You have to wait, you have to tire out the other party or you are tired out also. Somebody has to give in and we waited, we did not want as I told earlier that we did not want the crew who was exhausted to fly aircrafts but the position was made clear to everybody because there was a statement from PIA people on daily basis that we are losing so much of revenue because of the strikes and over all we can not afford any loss because we were already going through the period of loss.

اس کو مد نظر رکھتے ہوئے جو بھی گفتگو ہو سکتی تھی۔

Union activities were previously banned and when we came, we realized that no it is the fundamental right of the people to enjoy the facilities of Union. They were misused and unfortunately we had to go through this process.

but in future again such kind of such activities نہ ہو، in future I hope that strike اب بھی جتنی دیر تک are

to be curbed and they can be curbed through some notifications coming from the Federal Government but this Government did not mean that, we will not go on and we will ensure that all the things go according to the plan and we will not suffer. So that is why we continued with that programme.

جناب چیئرمین: جی، الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر محمد الیاس بلور: شکریہ جناب چیئرمین! میں آنریبل منسٹر سے یہ request کروں گا کہ ہم نے یہاں 4000 ملازمین کو بحال کیا اور ان لوگوں کو بھی کیا جو golden hand shake لے کر گئے تھے ان لوگوں کو بھی کیا رضا ربانی صاحب کی وجہ سے، جو ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں بھی case ہار گئے تھے لیکن حالت یہ ہے میں آپ کو بتاؤں۔ 777 میں میں بیٹھا تو میں نے ان کو بلا کر کہا کہ جو بازو side کا ہے وہ ہلتا ہے۔ کوئی کام نہیں کرنا چاہتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں اور منسٹر صاحب کو میں request کرتا ہوں کہ اپنے mechanical department کے لوگوں کو کہیں کہ خالی ان کے screw tight کرنے میں ان کو تکلیف ہوتی ہے وہ لوگ بالکل کام نہیں کرتے ہیں اتنی بری حالت ہے کہ کلب کلاس کے جو 777 ہے ان کے بھی بازوں ہلتے رہتے ہیں یہ کوئی بات نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کیوں؟ اسی طریقے سے پہلے ایک 777 لوگوں نے لیے ہیں Emirate یا دوسروں نے وہ تو first class ٹھیک ہیں ان کی repair ہوتی ہے۔

آگے--یو---۵--

سینیٹر الیاس احمد بلور: (جاری---) اس سے پہلے جو 777 دوسری airlines نے لیے ہیں وہ تو first class ہیں، بالکل ٹھیک ہیں۔

Mr. Chairman: OK. Let the Minister sahib answer. Yes, Minister sahib.

چوہدری احمد مختار (وفاقی وزیر برائے دفاع): جناب والا! یہ بات درست ہے کہ جو میرے honourable colleague نے کہا ہے کہ اس کی سیٹ کے بازو probably operate نہیں کر رہے تھے۔ It could be one of the reasons. کئی مرتبہ بد قسمتی سے کوئی ایک چیز miss ہو جاتی ہے۔ Although we are now going and doing the maintenance of each and every aircraft which is in our inventory. All the aircrafts are checked accordingly to international standard which is known as SAFA (Safety Assessment of Foreign Aircraft) and in case if any mistake is found out in an aircraft which has been cleared for the SAFA then we will not be allowed to fly into that country as a whole because شروع شروع میں یہ ایک threat تھی کہ آپ SAFA کے مطابق ٹھیک نہیں کر رہے ہیں اور اس کو maintain نہیں کر رہے ہیں but now we have managed to clear 32 aircrafts and they can be checked by SAFA and I am sure that we will come out very clean in that.

جناب چیئرمین: ہارون صاحب! آپ کا کیا سوال ہے؟

سینیٹر ہارون خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ PIA کے حالات تو بہت خراب ہیں لیکن شاید ان کا Finance Department ٹھیک چل رہا ہے۔ جس طرح اس سوال کا جواب دیا ہے ، I think Finance Department میں بھی بڑی problems ہیں۔ ایک technical بات ہے کہ جب انہوں نے loss بتایا ہے، جب آپ نے loss book کر لیا ہے کہ جو چار دن کا revenue تھا تو اسی میں یہ direct cost and fixed cost ہوتی ہے، so the loss is basically one billion and fourteen crore. جو انہوں نے دوبارہ لکھا ہے، direct fixed cost and indirect fixed cost, یہ loss نہیں ہوتا کیونکہ وہ چل رہے ہیں۔ آپ کو Loss وہ ہوا ہے جو آپ نے revenue lose کیا ہے کیونکہ جہاز کھڑے تھے۔ لہذا یہ doubling کر دی ہے۔ The Loss was one billion and fourteen crores, which is the

revenue which they would have obtained if the flights were running. So, it is just for correction.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی حسیب صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: وزیر موصوف سے میرے دو سوالات ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ جو ابھی بتایا گیا PIA کے حوالے سے کہ مختلف problems ہوئی ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کر لیجیئے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: سوال میرا یہ ہے جناب والا! کہ آپ کے مسائل اب تک کیوں حل نہیں ہوئے ہیں۔ بارہا اس ایوان میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ PIA کے board کو دوبارہ constitute کریں، یہ اب تک کیوں نہیں کیا گیا اور یہ کب کیا جائے گا؟

دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ اگر 32000 feet کی بلندی سے کودنا پڑا اور اس وقت دروازہ نہ کھلا تو کیا ہوگا؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب والا! جہاں تک board کا تعلق ہے، I am sure کہ یہ changes جلد آجائیں گی، اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے پچھلے دنوں بھی کہا تھا کہ میرے resignation دینے سے اگر PIA profitable ہو سکتی ہے تو مجھے resignation ضرور دینا چاہیے۔ باقی جہاں تک ان کے دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ دروازہ کھلے گا یا نہیں، مجھے اس کی بالکل سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے maintenance خراب تھی لیکن اتنی نہیں تھی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، we did maintain that and the 737 which are 29 years old aircrafts, are still functioning very well. average life is 27.4 years. It is probably the highest in the region and جتنے بھی جہاز ہیں ان کی highest in the region اس طرح سے ہے کہ Emirates کے پاس probably 08 years life کے ہیں، قطر والوں کی something 7 to 9 years life ہے، and they are flying those aircrafts which are not gas-guzzlers. We are flying aircrafts which are gas-guzzlers. ہمارے پرانے زمانے کے جو 747 ہیں، ہم وہ چلا رہے ہیں اور اگر ہم وہ چلاتے رہیں گے اور 60 dollars a barrel سے کم پیٹرول کی قیمتیں نہیں آئیں گی تو they will never

لہذا یہ بھی دیکھنا ہے کہ کم سے کم ان جہازوں کو بھیجا make profit even they are totally filled up to the brink.

جائے تا کہ ہمیں نقصان نہ ہو۔ 60 dollar per barrel پر جب پیٹرول چلاجاتا ہے تو 747s go into loss. Whatever we may do, we may fill in 500 people or even 700 people.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے محترم وزیر صاحب سے یہ دریافت کروں گا کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے چار دنوں کی ہڑتال میں تقریباً 56000 مسافر affect ہوئے، 451 flights متاثر ہوئیں اور تقریباً ایک ارب پچاسی کروڑ روپے کا نقصان ہوا۔ اب اس میں دو باتیں ہیں۔ آیا یہ management کی غلطی تھی کہ وہ اس کو foresight نہ کر سکے اور workers کو، pilots کو، associations کو ہڑتال پر مجبور ہونا پڑا۔ یا پھر associations, workers, labour unions and pilots کی غلطی تھی کہ انہوں نے ہڑتال کر کے PIA کو اتنا نقصان پہنچایا۔ جب ہڑتال ہوئی، تقریباً پونے دو ارب روپے کا نقصان ہوا، مسافر پریشان ہوئے تو آپ لوگوں نے کیا action لیا؟ آپ نے کس پر responsibility fix کی؟ Management پر کی یا associations or unions پر ہوئی؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی وزیر صاحب۔

Chaudhry Ahmed Mukhtar: At that level, the Pilot Association is an association and they cannot go on strike unless it is cleared with the Ministry of Defence. As I have informed earlier that politics were being played. We were trying

کہ ہم اپنے جہازوں کو Turkish Airlines کے ساتھ ملائیں so that when you fly from here, we have a place in Istanbul اور استمبول سے دو گھنٹوں کے اندر اندر you will be in Europe in any area but that was not liked by those people and force was used by various parties and with that they broke down glasses and they beat people up and we did not want to be part of that because we never thought that it was going to become physical. ہم نے کوشش یہی کی کہ ان کے ساتھ patch up کیا جائے، ان کے ساتھ بات چیت کی جائے اور یہ بات چیت کرتے کرتے چار دن کا عرصہ گزرا۔ اس کے بعد پھر Union والے مانے کہ

ان کی غلطی ہے and they should now try to compensate اور اس کے لیے انہوں نے کچھ ایسی activities کیں جن سے تھوڑے بہت پیسے بچنے شروع ہو گئے۔ لہذا یونین کا role ایک جگہ پر negative بھی تھا اور بعد میں positive بھی ہو گیا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! یہ ہماری report ہے کہ ایک غیر ملکی airline اس میں involve تھی کیونکہ اگر Turkish Airlines سے معاہدہ کامیاب ہوتا تو بین الاقوامی hub Gulf کے علاقوں سے ہٹ کر استنبول چلا جاتا اور اس airlines کے لوگوں نے ہماری airlines کے لوگوں کے ساتھ مل کر یہ سازش کی۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ سزا بھی نہ دیں، آپ management and union کے عہدیداروں کو بھی سزا نہ دیں تو پھر تو یہ قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ چار دن کی ہڑتال ہوئی اور ہمارا دو ارب روپے کا نقصان ہو گیا، ہماری reputation تباہ ہو گئی۔ اس سازش میں ایک غیر ملکی airlines شامل تھی اور اس کے کہنے پر یہ سب کچھ ہوا ہے اور اس طرح ایک اچھی scheme کو تباہ کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ثریا صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں وزیر صاحب سے صرف یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب تنخواہیں بڑھانے کا وقت آتا ہے تو سب سے زیادہ تنخواہیں pilots کی بڑھتی ہیں۔ ان کے بچے بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں۔ Lower staff کی کبھی تنخواہیں نہیں بڑھائی جاتیں۔ کیا وجہ ہے کہ چار دن کی ہڑتال کے بعد بھی ان کے خلاف کوئی action نہیں لیا گیا اور آپ دیکھیں کہ میں تو ہمیشہ سے ہی PIA سے سفر کرتی رہی ہوں۔ بہترین کراکری، بہترین کٹلری ہوتی تھی، کھانا بھی اچھا دیا جاتا تھا۔ اب اتنا خراب کھانا دیا جاتا ہے، pilots ہڑتال کرتے ہیں لیکن کوئی action نہیں لیا جاتا، اس کی وجہ بیان کریں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب والا! ہماری ہر وقت یہی کوشش ہوتی ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں improvement کی جائے۔ دوسری طرف ہم نے یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ ہماری price سے زیادہ آگے نہ چلا جائے۔ We are not that kind of airlines which leads the whole world. ہم تو خود پیچھے لگے ہوئے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح آگے نکلیں۔ ہماری اس معاملے میں extra effort بھی ہے۔ جہاں تک تنخواہوں کا تعلق ہے، تو pilots کی تنخواہیں کوئی اتنی زیادہ بھی نہیں ہیں۔

اگر ہم اپنے region میں دیکھیں تو ہمارے pilots کی تنخواہیں دوسروں سے کم ہی ہیں، کسی بھی airlines سے زیادہ نہیں ہیں۔ ڈر یہی رہتا ہے کہ ہمارے pilots ہمیں چھوڑ کر نہ چلے جائیں کیونکہ to produce a pilot is not a very easy thing, it takes lot of time and lot of money.

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! تین دن پہلے ایک Motion آیا تھا، جس پر بحث ہوئی تھی تو وزیر صاحب کی باتوں سے ایسے لگ رہا تھا کہ PIA کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتی، آگے چل نہیں سکتی لیکن دو دن پہلے ہماری Religious Affairs کی meeting تھی جس میں MD, PIA آئے تھے اور انہوں نے یہ کہا کہ اپریل میں ہمارے بیڑے میں نئے جہاز آنے شروع ہو جائیں گے۔ کیا وزیر صاحب یہ confirm کر سکتے ہیں کہ وہ واقعی صحیح کہہ رہے تھے یا نہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ دبئی یا ابوظہبی سے Etihad Airlines or Emirate Airlines کی flight اسلام آباد آرہی ہو، اگر وہ جہاز یورپ سے آرہا ہو تو وہ جہاز مختلف ہوتا ہے لیکن جب وہ اسلام آباد آتا ہے تو جہاز مختلف ہوتا ہے اور وہ جہاز ہمارے PIA کی طرح بالکل کھڑکا ہوا ہوتا ہے، ساری سیٹیں لرزتی ہیں، شیشے بجتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ کوئی اس طرح کا خاص agreement ہے۔ اس کی وضاحت کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کھڑکتے اور-----

(Followed by T06)

T06-08FEB12 UR/AZHAR ER/ZAFAR/ED. UR1

چوہدری احمد مختار: جناب! برستے تو نہیں ہیں، کھڑکتے بھی نہیں ہیں۔ کبھی کبھار لرزتے ضرور ہیں اور ساری دنیا کے جہازوں میں certain level پر آکر vibration زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہمارے جہازوں میں بھی ہو جاتی ہے۔ جہاں تک MD Sahib کا تعلق ہے، انہوں نے سینیٹ میں آکر جو جواب دیا، جس میں انہوں نے کہا کہ ہم نئے جہاز لا رہے ہیں۔ ایک تو I can assure the House that without adding new aircrafts to our fleet, we will not be able to make profit because نئے جہاز پندرہ سے بیس فیصد تیل بھی کم استعمال کرتے ہیں اور پندرہ سے بیس فیصد ان کی maintenance بھی کم ہوتی ہے۔ That 30% will help us in coming out of the problems۔ انشاء اللہ in couple of جہاز lease پر لیں گے۔

آہستہ آہستہ، ایک ایک، دو جہاز ہر مہینے add ہوتے جائیں گے۔ months time We will be able to shorten the life of the aircrafts and we will probably take them out and sell them in the open market.

جناب چیئرمین: جی۔ احمد علی صاحب! آپ کا کوئی سوال ؟

سینیٹر احمد علی: ایک سوال نہیں، کافی سوال ہیں۔ ایک دو تو کر لینے دیجیے۔ اجازت دیجیے۔ ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا کہ جمبو کا پیٹرول اگر پینسٹھ روپے سے زیادہ ہو جائے تو ہم loss میں چلے جاتے ہیں تو کیا دنیا کی air lines, Singapore Airline, British Airways, Atlantic loss میں جا رہی ہیں ؟ کیسی بات آپ نے کر دی۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کیجیے۔

سینیٹر احمد علی: یہ loss کی statement کو reconsider کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔ آپ اپنی statement دے رہے ہیں۔ آپ سوال نہیں کر رہے۔

سینیٹر احمد علی: میرا سوال یہ ہے کہ ان کا statement correct نہیں ہے۔ یہ میرا سوال ہے۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے۔

جناب چیئرمین: ایک سوال کیجیے۔

سینیٹر احمد علی: آپ کہہ رہے کہ آپ lease پر جہاز لیں گے۔ پھر آپ وہاں سے staff بھی لیں گے۔ یہاں کی air hostesses اور باقی سب فالتو ہو جائیں گے تو پھر آپ ان کو retire کر دیجیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔ Questions کم ہیں، statements زیادہ ہیں۔

چوہدری احمد مختار: جناب! میری یہ statement ہے کہ fuel 65 dollar سے کم ہو گا تو it is for the barrel. It is not for one gallon or it is not for one small equipment. اس کا جو rate چلتا ہے، میں نے اس کی بات کی ہے۔ I stand on the floor of the House and I should not give any wrong information.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب! میں honourable Minister Sahib سے یہ request کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Request نہیں، question کیجیے۔ question hour ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: آج کل وہاں جو food serve کیا جاتا ہے، Club class میں بھی، وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ vegetarian ساتھ رکھیں۔ ہمیشہ vegetarian ہوتا تھا اور اس کے ساتھ دوسرا ہوتا تھا۔ اتنا hopeless food club class میں serve کیا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ why it is so.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ یہ vegetarian food چاہتے ہیں۔

چوہدری احمد مختار: جناب! اس کو بھی دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: Next question طلحہ محمود صاحب۔ موجود ہیں؟ موجود نہیں ہیں۔ پروفیسر صاحب on his behalf کر لیجیے۔

Q.170

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی میرا کوئی سوال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: Next question طلحہ محمود صاحب کا ہی ہے۔

Q. 171

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی نہیں۔

جناب چیئرمین: Next question تو deferred ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس کا جواب نہیں ہے۔ ۱۷۲ کا جواب نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی last question پوچھیے۔ مسماۃ عافیہ ضیاء صاحبہ۔

Q.173

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جی نہیں۔

Mr. Chairman: Question hour is over. Leave applications

لے لیتے ہیں۔ سید فیصل رضا عابدی صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۲۷ جنوری تا چھ فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: قاری محمد عبد اللہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۸ تا ۱۰ فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر اسرار اللہ خان وزیر برائے تحقیقات و تحفظ قومی غذا نے اطلاع دی ہے کہ بعض مصروفیات کے باعث وہ مورخہ ۸ تا ۱۷ فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ محترمہ حنا ربانی کھر صاحبہ وزیر خارجہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ ۹ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔ Minister Incharge Cabinet Secretariat, جی بخاری صاحب۔ please move item No.3.

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate the Annual Report of National Economic Council for the financial year 2010−11 as required by Clause 5 of the Article 156 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: Report stands laid. Call attention notice.

منسٹر صاحب کدھر ہیں؟

Senator Syad Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I will respond.

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! گزارش یہ ہے کہ یہ Call Attention Notice سینیٹر الیاس بلور صاحب کا ہے۔ میں نے ان سے request کی ہے کہ ایک بہت اہم معاملے کی طرف دومنٹ کے لیے میں نے آپ کی اور ایوان کی توجہ دلانی ہے۔ اگر آپ مہربانی کر کے مجھے allow کریں تو میں نے صرف دو سے تین منٹ آپ کے لینے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی please دو سے تین منٹ لے لیجیے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: شکریہ جناب! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ تیس اور اکتیس تاریخ کی درمیانی رات کو کراچی میں ایک گھناؤنا واقعہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تاریخ میں کبھی ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ دنیا میں کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالیں، اگر ایسا گھناؤنا اور ہولناک کوئی واقعہ ہے تو ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش میں اس قسم کے واقعات ہوئے ہیں۔ میں very briefly آپ تمام دوستوں اور، میڈیا والوں کو بتا دوں۔ کیونکہ میرے علم کے مطابق یہاں پر اس دن حکومتی اہلکاروں یا حکومت کے کرتا دھرتا لوگوں نے اسے کچھ twist دینے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے میں very briefly وہ واقعہ بیان کروں گا تا کہ تمام دوستوں کا ذہن بھی اس حوالے سے صاف ہو جائے اور میڈیا کے ذہن میں اگر کوئی confusion ہے تو وہ بھی clear ہو جائے۔ جناب! یہ خاتون میرے بیٹے کے ولیمے کی دعوت، جس میں آپ اور میرے دوسرے بہت سے مہربان دوست آئے ہوئے تھے، سے ساڑھے بارہ، پونے بارہ بجے اپنی گاڑی میں اپنی بیٹی، ایک چودہ پندرہ سالہ ملازمہ اور ایک ڈرائیور کے ساتھ نکلتی ہیں۔ وہ کلفٹن میں اپنے ماموں کے گھر جاتی ہیں۔ پندرہ بیس منٹ بیٹھ کر جب وہ نکلتی ہیں تو جیسے ہی گاڑی گیٹ سے نکلتی ہے، گاڑی چند گز آگے جاتی ہے تو اس پر فائرنگ شروع ہو جاتی ہے۔ یہ تقریباً ایک سوا ایک بجے رات کا واقعہ ہے۔ گاڑی آگے جا کر رک جاتی ہے۔ یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اس واقعہ کی تمام تفصیلات، اس چودہ پندرہ سال کی ملازمہ سے معلوم کی ہیں جس کو دانستہ چھوڑ دیا گیا تھا۔ سے معلوم کی ہیں۔ گاڑی رک جاتی ہے۔ ایک شخص نقاب لگائے گاڑی کے پاس آتا ہے تو یہ خاتون، جو سردار زادہ بختیار خان ڈومکی کی اہلیہ ہیں، چیخ کر انہیں کہتی ہیں کہ آپ نے جو زیور لینا ہے، گاڑی لینی ہے، جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے، لے لو، مجھے اور میری بچی کو کچھ مت کہو۔ آگے سے جواب یہ ملتا ہے کہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ ہم نے آپ کو مارنا ہے۔ اس ماں کی آنکھوں کے سامنے اس کی بارہ سالہ بچی، جو ڈرائیور کے ساتھ front seat پر بیٹھی ہوئی تھی، کو گولی مارتے ہیں۔ پھر، پستی کی انتہا دیکھیں جناب! اس خاتون کو بالوں سے گھسیٹ کر، باہر نکال کر اس کے چہرے پر پورا burst مارا جاتا ہے۔ body پر کہیں بھی گولی کے نشانات نہیں تھے۔ وہ اس طرح ہمارے بلوچوں کے لیے نفرت کا اظہار کر رہے تھے کہ اس کے چہرے کو نشانہ بنا کر مارا گیا۔ میں نے ان کا چہرہ خود دیکھا تھا، وہ ناقابل شناخت ہو چکا تھا۔ چہرے پر پورا burst مارنے کے بعد بھی ان کی تسلی نہیں ہوئی، انہوں نے torch جلا کر اس کی روشنی میں دیکھا کہ آیا یہ جان بحق ہو چکی ہیں یا نہیں۔ جب انہوں نے تسلی کر لی، آگے چند قدموں کے فاصلے پر سیاہ رنگ کی گاڑی کھڑی تھی، اس میں یہ لوگ بیٹھ کر چلے گئے۔ اسلحہ جو استعمال ہوا ہے، اس پر بھی silencer لگے ہوئے تھے۔ کیونکہ آس پاس کے چوکیداروں نے بھی کہا کہ کچھ دبی دبی آواز تھی۔ وقوعہ سے ہمیں جو خالی خول ملے ہیں، چونکہ ہم قبائلی

لوگ ہیں، ہم bullets میں differentiate کر سکتے ہیں، یہ وہ خول تھے جن میں بارود کم بھرا جاتا ہے تاکہ وہ زیادہ آواز نہ کریں۔ یہ اس اسلحے میں استعمال ہوتا ہے جس کے آگے silencer لگایا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ کل تک ہم مشرف کے دور میں رو رہے تھے کہ ہمارے نوجوانوں، سیاسی workers کو اٹھا کر دو چار مہینوں کے لیے غائب کر دیا جاتا ہے، اذیتیں دی جاتی ہیں اور جب انہیں رہا کیا جاتا ہے تو نہ ان کا شمار زندوں میں ہوتا ہے، نہ ان کا شمار مردوں میں ہوتا ہے۔(جاری)

T07-08FEB2012---ASHFAQ/ED.RAUF---UR5---5.40PM

جاری------- سینیٹر شاہد حسن بگٹی----------

جناب! خدا خدا کر کے مشرف گیا اور جمہوری حکومت منتخب ہو کر اقتدار میں آئی، ہمیں امید ہو گئی تھی کہ اب مشرف کے ظلم کے دور کا سیاہ باب بند ہو چکا ہے۔ جناب! ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ اس دور میں ہمارے ساتھ اس سے مزید ظلم ہو گا، اس سے پہلے ہمارے نوجوانوں کو اغوا کر کے انہیں اذیتیں دے کر بعد میں چھوڑ دیا جاتا تھا، میں Treasury Benches پر بیٹھتے ہوئے افسوس سے یہ بات کر رہا ہوں کہ اس حکومت کے دور میں ہمارے نوجوانوں کو اغوا کرنے کے بعد میں ہمیں ان کی مسخ شدہ لاشیں ملنے لگی ہیں۔ جناب! اس کے بعد انہوں نے تمام حدیں cross کر لی ہیں کہ خواتین کو اس طرح target کر کے مارا جاتا ہے جو کہ ہماری روایات سے خلاف ہے۔ جناب! Media پر بھی یہ بات چلی تھی، یہاں پر بھی ایک ذمہ دار شخص نے یہ statement دی تھی کہ یہ کوئی خاندانی دشمنی یا کوئی قبائلی جنگ ہے، میں یہاں پر حلفاً کہتا ہوں کہ اس خاندان کی نہ آپس میں نہ کوئی خاندانی دشمنی تھی نہ ان کی کسی قبیلے کے ساتھ دشمنی تھی۔ بالفرض، اگر کسی قبیلے یا خاندان کی آپس کی دشمنی بھی ہو تو جناب! یہ ہماری روایات میں نہیں ہے کہ عورت کو target بنایا جائے، پشتون اور بلوچ تاریخ میں ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا کہ اگر مردوں کے ساتھ دشمنی ہے، اگر مرد ہاتھ نہیں لگتے تو ہم پانچ، دس سال تک مردوں کو تلاش کرتے ہیں لیکن ہم ہمیشہ خواتین کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں، اگر دشمن کے گھر کی خاتون سامنے سے گزر بھی جائے، اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کو ایک طرف کر دیا جاتا ہے۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ نہ جانے کونسے لوگ ایسے آگئے ہیں کہ پورے بلوچستان میں اور کسی حد تک پورے ملک میں جو لوگ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جن کو ان چیزوں کا ادراک ہے، وہ ایک loud thinking کے ذریعے کہہ رہے ہیں کہ یہ سارے وہ لوگ ہیں جو پہلے بلوچستان میں لوگوں کو اغوا کیا کرتے تھے اور اب کچھ عرصے سے لاشوں کو پھینکتے ہیں، اس واقعے کے پیچھے بھی وہی لوگ ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ کوئی خاندانی دشمنی ہے، یہ بالکل جھوٹ ہے، میں ایک مرتبہ پھر حلفاً کہتا ہوں، وہ خاتون میری رشتہ

دار تھی اور اس کا شوہر میرا رشتہ دار ہے، میں ایک خاندان کے فرد کی حیثیت سے حلفاً کہتا ہوں کہ ان کی کسی کے ساتھ ایسی کوئی دشمنی نہیں تھی۔ یہ اس گھناؤنے واقعے کو چھپانے کے لیے اس کو اس قسم کا twist دے رہے ہیں، media کے سامنے بھی دے رہے ہیں اور National Assembly میں دیا جا رہا ہے اور جو لوگ National Assembly میں یا باہر media کے سامنے باتیں کرتے ہیں کہ وہ یہی کہتے ہیں کہ تحقیقات کر رہے ہیں لیکن بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ خاندانی دشمنی ہے۔

جناب! میں سمجھتا ہوں کہ ہم پہلے بات کرتے تھے۔ جناب! ایک، دو منٹ اور لوں گا کیونکہ بہت اہم واقعہ ہے، جب ہمارا اجلاس National Assembly Hall میں منعقد ہو رہا تھا، اسی دوران Prime Minister صاحب ایک مرتبہ ہال میں تشریف لائے تھے، میں نے وہاں پر کہا تھا، میں نے یہی باتیں کی تھی کہ مشرف کے زمانے میں ہمارے لوگوں کو اذیت دے کر چھوڑا جاتا تھا، اب ہمیں جمہوری دور میں لاشیں مل رہی ہیں تو میں وزیر اعظم صاحب سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جرات کا مظاہرہ کریں اور یہاں پر بتائیں کہ آیا یہ سب ان کی مرضی اور آشیر باد سے ہو رہا ہے یا جو قوتیں یہ سب کچھ کر رہی ہیں، وہ ان کی دسترس سے باہر ہیں۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ وزیر اعظم صاحب آدھا گھنٹہ تقریر کرتے رہے لیکن انہوں نے اس موضوع پر ایک حرف بھی نہیں کہا اور اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ آج ہم نے یہ دیکھا کہ اب ان کی جرات اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ خواتین کو مارنے لگ گئے۔ جناب! اب میرا سوال یہ ہے کہ براہم داغ کی بڑی ہمشیرہ مارنے کے بعد بھی بلوچستان کے حالات ان کے قابو میں نہیں آتے تو ان کے پاس کیا حربہ رہ جاتا ہے پھر کس کو ماریں گے پھر کس کا خون بہائیں گے جس سے بلوچ عوام کو یہ پیغام دیں گے، اگر تم یہ کرو گے تو ہم یہ کریں گے۔

جناب! میں آپ کو ایک اور بات بتاتا چلوں، یہاں پر بخاری صاحب اور Minister for Law بیٹھے ہیں، انتخاب اخبار جو کوئٹہ، کراچی اور حب سے چھپتا ہے، اس میں I.G, F.C کا یہ بیان تھا کہ ہم ان واقعات کے حوالے سے کسی سطح تک retaliate کر سکتے ہیں، یکم تاریخ کے انتخاب، جنگ اور مشرق اخبار میں یہ باتیں چھپی تھیں۔ میں travel کر کے ڈومکیوں کے گاؤں میں جا رہا تھا، میں نے راستے سے یہ اخبار لے کر پڑھے، اب وہ صاف صاف اور کھلم کھلا کہتے ہیں کہ ہم کسی سطح تک جا سکتے ہیں۔ آگے کونسی سطح رہ گئی ہے، آپ نے مردوں کو پہلے مارنا شروع کر دیا تھا اور اب آپ نے خواتین کو نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے تو آگے کونسی سطح رہ گئی ہے۔ جناب! میں یہ سمجھتا ہوں بلکہ میں نے جیسے پہلے عرض کیا کہ یہ پوری ایک loud thinking ہو رہی ہے کہ یہ کچھ لوگوں کے لیے ایک پیغام تھا، اگر random killing ہوتی تو چودہ سالہ ملازمہ بھی firing میں نہ بچتی، اس کو کہا گیا کہ تم یہاں سے بھاگو، message صرف یہ دینا تھا اور جن

کو message دینا تھا، ان کو یہ بتانا تھا کہ ہم نے صرف تمہارے بچوں، تمہاری بہن اور بھانجی کو target کرنا ہے، اگر random firing ہوتی تو وہ ملازمہ بھی نہ بچتی، ڈرائیور کا یہ قصور تھا، اگر ڈرائیور نہ مارا جاتا، وہ گاڑی بھگا لے جاسکتا تھا۔ جناب! ہم کیا کر رہے ہیں، اب کون کس کے ساتھ بیٹھ کر بات کرے گا، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تاریخ کا انتہائی بھیانک، انتہائی شرمناک اور قابل مذمت واقعہ ہے، ہمیں اس حکومت سے اب کوئی توقع نہیں ہے کہ یہ ان قاتلوں کو گرفتار کرے گی۔ جناب! سندھ کے دارالخلافہ میں یہ قتل ہوا ہے، ہماری بچیوں کا خون بہایا گیا ہے، بلوچستان نے سندھ کے ہر مسئلے میں ہمیشہ سندھ کا ساتھ دیا ہے، ہمارا یہ خون سندھ کے غیرت مند عوام پر قرض ہے، سندھ کی حکومت پر قرض ہے، اگر سندھ کے لوگ اپنے آپ کو باغیرت سمجھتے ہیں، وہ حکومت پر pressure ڈالیں کہ یہ ہمارے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرے۔ جناب! اس واقعے کو آٹھ، نو دن گزر چکے ہیں، case کے حوالے سے کوئی پیشرفت نہیں ہوئی ہے تو میں اس کی مذمت کرتے ہوئے walk out کرتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پورا Senate اس کی مذمت کرتا ہے۔

(اس موقع پر سینیٹر ڈاکٹر شاہد حسن بگٹی کے ساتھ حکومت کے اتحادی اور اپوزیشن کے ارکان walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اب نماز کا بھی وقت ہو گیا ہے، وقفہ کر لیتے ہیں، 20 minutes کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

[The House was then adjourned for Maghrib prayers]

T08-08FEB2012 FURQAN[ED.ALTAF] 6.10P.M. ER8

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب فاروق حامد نائیک) دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! پہلے Call Attention لے لیا جائے یا پہلے Points of Order لیے جائیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! یہ Call Attention الیاس بلور صاحب کا ہے، اگر وہ کرتے ہیں تو I can respond to it. اس کے بعد پھر points of order لے لیں۔ پہلے agenda complete کر لیں۔

جناب چیئرمین: الیاس بلور صاحب کہاں ہیں؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: He has gone, he is not here, and then what about this Call Attention, the mover is not there.

جناب چیئرمین: اس کو defer کردیتے ہیں یا کیا کریں بتائیے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! defer کر دیں، آپ کی مرضی ہے، ویسے میرے خیال میں it should be disposed of. یعنی this shows the seriousness of the member.

Mr. Chairman: Where has he gone? He was here before وقفہ نماز مغرب.

Senator Muhammad Jehangir Badar: Ilyas Blour is coming.

وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! meanwhile اگر مجھے اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب چیئرمین: جہانگیر صاحب! آپ میرے پاس ذرا chamber میں آجائیے گا، I want to discuss it with you. شکریہ جہانگیر صاحب۔ پہلے points of order لے لیتے ہیں۔ جی حاصل بزنجو صاحب۔ آپ لوگ ضرور بات کریں، میں منع نہیں کر رہا، ذرا to the point رہیئے کیونکہ کافی لوگ بولنا چاہیں گے، ٹائم کا خیال رکھیئے۔ This is point of order, it is not a debate.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! اس واقعہ پر ہمیں تھوڑا سا غور کرنا چاہیے کہ اس کا message کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اہم بات یہ ہے کہ the lady was wife of Bakhtair Domki, مگر اس کی اہمیت یہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: حسیب صاحب! Please ذرا honourable member کو سنیئے۔ آپ لوگوں کا اپنا ہی point of order ہے۔ (آگے T09)

T09−08FEB2012.......FANI\ED(Mubashir)......................6.20PM...................UR12

(حاصل بزنجو جاری)

اس میں جو پیغام بلوچستان میں گیا ہے میں ذرا اس کو آپ کے سامنے explain کرلوں کہ this is not important کہ یہ بختیار ڈومکی کی بیوی تھی important is this that she was sister of Bramdagh Bugti کیوں کہ جو پیغام بلوچستان میں گیا ہے اور جو ہم سب نے assume کیا ہے کہ جیسے شاید بگٹی نے حلفاً کہا کہ وہاں کوئی ذاتی جھگڑا نہیں تھا، کوئی انفرادی جھگڑا نہیں تھا، family

dispute نہیں تھا، بنیادی طور پر وہاں پر ہم سمجھتے ہیں کہ اس واقعہ کو اسی لیے کیا ہے کہ this is a message to Bramdagh Bugtii مگر آپ نے تو براہمداغ کو پیغام دیا ہے you have killed the women. You are giving that message to some person but this message has gone to the people of Balochistan. اگر ایک طرف روز باتیں آتی ہیں کہ ہم بات چیت کریں گے، ہم مذاکرات کریں گے، ہم لوگوں سے ملیں گے دوسری طرف اب اس قسم کے واقعات کر کے practically you are supporting the people who think about the secession and disintegration تو یہ وہ عمل ہے جہاں سے آپ خود، state خود لوگوں کو دھکا دے کر نکالنے کے چکر میں ہے۔ اگر اس قسم کے واقعات، اس قسم کے پیغامات اگر آپ بلوچستان میں دیں گے۔ تین دن سے پورا بلوچستان بند ہے، پورے بلوچستان میں ہڑتال ہے، آپ سوچیں کہ اس کا کتنا impact اس youth پر پڑے گا جو یہ پیغام لیتا ہے کہ بابا اب یہ ہماری عورتوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اس عورت کا کسی آزادی اور کسی جنگ سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ اپنے ایک رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے لیے آئی ہوئی تھی۔ اس سے آگے میں سمجھتا ہوں کہ اب بلوچستان جو کہ already بہت مشکل حالات سے گزر رہا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ آنےوالے مہینوں میں بلوچستان میں جو صورت حال بننے جا رہی ہے اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔ آج بلوچستان کا معاملہ آپ کی جنگ سے tie up ہو چکا ہے، آج بلوچستان کی جنگ isolated war نہیں ہے now it ties up with the existing war آج کی اطلاع یہ ہے کہ امریکی وقت کے مطابق آج دو بج کر تیس منٹ پر کانگریس نے باقاعدہ hearing بلالی ہے۔ پاکستان سے دانیال عزیز کو بلایا ہوا ہے، ایک دو Ph.Ds کو بلایا ہوا ہے وہاں پر open investigation کر رہے ہیں that you are violating the human rights ایسے حالات میں جب آج کے دن وہاں پر یہ hearing fix ہو گئی ہے اس سے دس دن پہلے آپ یہ واقعہ کرتے ہیں. what does it mean اس کا مطلب ہے کہ وہ ادارے، ہم نے شروع سے کہا کہ اس ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، اس کو کوئی نقصان پہنچاسکتا ہے تو وہ اس کی اپنی establishment ہے۔ اس ملک کا اگر کوئی دشمن ہے تو وہ اس کی اپنی establishment ہے۔ ہم روتے رہے کہ بابا آپ لوگوں کی لاشوں کو سڑکوں، گلیوں میں پھینک رہے ہیں اس کو بند کریں اس سے وہاں کے لوگوں کے جذبات ابھر رہے ہیں، پاکستان کے خلاف نفرت ابھر رہی ہے، لوگ پاکستان سے نفرت کرنے لگے ہیں اس کی بجائے آپ اس طریقہ کار کو روکتے you have started killing the women دیکھیں ہم جو اتنے عرصے سے چیخ رہے ہیں۔ میں آپ کو ایمانداری سے کہتا ہوں we are in a very difficult

why you are sitting بات نہیں ہے وہاں ہمارے لیے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ isolate یہ position in Balochistan

in the Parliament جہاں ہمارے عام بچوں کو مارا جارہا ہے۔ جو لوگ فیڈریشن کی سیاست کرتے ہیں ان کے لیے سیاست کرنا مشکل ہو

گیا ہے۔ اگر یہ رویہ رہا تو میں آپ کو ایمانداری سے بتاؤں گا کہ یہ دو چار آدمی جو ادھر آپ کو نظر آرہے ہیں ، ان کو ادھر آنے کی جرات بھی

نہیں ہوگی and you have to note it اس ایوان ، اس حکومت اور establishment نے اس بات کو serous نہ لیا تو

بلوچستان کا معاملہ جہاں تک گیا ہے اس سے بھی آگے چلا جائے گا اور اس کے بعد آپ کے پاس آنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مندوخیل صاحب!

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: شکریہ جناب چیئرمین! میں تو سب سے پہلے اس غم میں شرکت کا اظہار کرتا ہوں جو ہمارے محترم آغا شاہد بگٹی کے خاندان کو درپیش ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور جو خواتین ماری گئی ہیں ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ جناب والا، اصل بات یہی ہے کہ ہم تو اس کوشش میں ہیں ، تمام جمہوری لوگ ، پاکستان سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد کہ ملک میں Rule of Law ہو، قانون کی حکمرانی ہو اور اس حوالے سے آئین کی بالادستی ہو، حکومت منتخب ہو اور جوابدہ ہو اور کسی طرح بھی ماورائے آئین ، ماورائے قانون ، ماورائے عدالت کسی کو نہ مارا جائے ، نہ پیٹا جائے ، نہ اس کی جان و مال کو نقصان پہنچایا جائے۔ اس کے لیے ہماری تحریکوں نے 64 سال بڑی struggle کی ہے ، ہماری اپنی تحریک خان صمد خان ، باچا خان ان کی راہنمائی میں ہم نے بڑی struggle کی اور آج خدا کے فضل سے کافی حد تک اٹھارھویں ترمیم کے حوالے سے ، ہمارے ملک میں جو آئین ہے ، آج پوری دنیا کے جو آئین ہوسکتے ہیں ان میں سے ایک ہے۔اب اس پر عمل کا مسئلہ ہے۔ سیاسی اختلافات پیدا ہوگئے تو اس میں قانون کے تحت مقابلہ کیا جاسکتا ہے لیکن یہ جو ایک trend پیدا ہوا ہے بالخصوص ہمارے صوبے میں بلوچ قومی تحریک جو مزاحمت کرتی ہے ان کے ساتھ یہ سلوک کہ اس کے آدمیوں کو مارا جائے اور پھر ان کی لاشوں کو سڑکوں اور گلیوں میں پھینکا جائے۔ یہ دنیا میں اس حوالے سے سیاسی طور پر ایک انہونی بات ہے، ناقابل قبول بات ہے۔اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ پھر اس سے بڑھ کر جیسے آغا صاحب نے کہا ہے کہ جتنا ہم جانتے ہیں اس حوالے سے اب یہ خواتین تک بات پہنچ چکی ہے۔ باقاعدہ سیاسی طور پر خواتین کو سیاسی مقاصد کے لیے مارنا، قتل

کرنا شرمناک ہے۔اگر ہم نے اپنے ملک صحیح طور پر چلانا ہے اور اپنے ملک کے مسائل ، تضادات کو حل کرنا ہے تو اس کے لیے قانون کی حکمرانی ہونی چاہیے۔اور ہم اپنی حکومت کو بتائیں گے کہ آپ کے اداروں پر جو الزام ہے ، اس میں کافی حد تک ثبوت ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ کا موقف آ گیا ہے۔ یہ point of order ہے اس پر اتنی ہی بات ہو سکتی ہے۔ جی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آج جن حالات میں یہ عمل ہو رہا ہے اس میں ہمیں ملک کی تمام پارٹیوں اور ملک کی حکومت کو مل کر ایسے معاملات کو condemn کرنا چاہیے ے اور اس کے خلاف پوری جدوجہد کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مسز گلشن سعید صاحبہ۔

آگے جاری-------------T10

T10-08Feb2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed: Zafar Iqbal 6:30 pm

سینیٹر گلشن سعید: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب چیئرمین! اس معاملے پر تو میں بعد میں بات کروں گی، ایک خبر کے مطابق آج امریکن کانگریس نے بلوچستان کے بارے میں ایک میٹنگ بلائی ہے جس میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان کو پاکستان سے الگ کر دیا جائے۔ اس بات کا نوٹس وہاں تعینات سفیر شیری رحمٰن صاحبہ اور ہماری ایمبیسی نے بھی لیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت اور وزارتِ خارجہ کو اس معاملے کا فوری نوٹس لینا چاہیے کہ امریکہ کا کیا کام ہے کہ بلوچستان کے بارے میں اس طرح کی میٹنگ کرے اور لوگوں کو بلائے اور کہے کہ ہم نے اس کی تقدیر کا فیصلہ کرنا ہے۔

ابھی جو واقعہ بگٹی صاحب کے بچوں کے ساتھ ہوا ہے، میرے خیال میں اس سے بڑی زیادتی، خاص طور پر عورتوں کے ساتھ، کوئی نہیں ہو سکتی۔ پہلے بھی عورتیں، پروفیسرز وغیرہ ماری جا چکی ہیں، اس وقت بھی ہم بڑا احتجاج کیا کرتے تھے، آج پھر عورتوں پر ظلم کیا گیا ہے، اس طرح عورتوں کے ساتھ زیادتی اِن کی روایت کے مطابق نہیں ہے۔ بہت زیادہ ظلم کیا گیا ہے۔ ہم سب اس افسوسناک واقعہ پر احتجاج کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ قاتلوں کو فوری طور پر پکڑا جائے۔ اس موقع پر آپ سینیٹر رحمٰن ملک صاحب کو بھی بلا لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ وہ آ کر لوگوں کو بتاتے کہ وہ اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی دلدوز قسم کا حادثہ ہے جس پر ساری قوم کو تشویش ہے مگر سب سے زیادہ تشویش اس بات پر ہے کہ ہمارا ایک صوبہ جس میں کسی کے ساتھ کوئی ایسی زیادتی نہیں ہو رہی، کچھ لوگ وہاں پر یہ سازش کر رہے ہیں کہ اس ملک کو تقسیم کر دیا جائے اور اس صوبے کو الگ کر لیا جائے، آزاد بلوچستان بنا دیا جائے۔ امریکہ جو کچھ یہاں خیبر پختونخوا میں

کر گیا ہے جبکہ ہم نے ان کے ساتھ alliance کیا ہوا تھا، میرے خیال میں اس کے بعد تو یہ بڑی زیادتی ہے کہ اس طرح کی کانفرنس منعقد کر کے الگ سے ہی فیصلے کیے جائیں۔

جناب والا! اگر آج اس بات کا نوٹس نہ لیا گیا تو خدانخواستہ! یہ پاکستان توڑنے کے مترادف ہوگا۔ ہم اگر کیلیفورنیا یا امریکہ کی کسی دوسری ریاست کو لے کر بیٹھ جائیں اور کہیں کہ اس کو الگ کرنا ہے تو یہ بات انتہائی نامناسب ہوگی۔ میں صدر صاحب سے اور حکومت سے مطالبہ کروں گی کہ اس بات کا فوری نوٹس لیں اور امریکہ سے احتجاج کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سب سے پہلے تو میں اس اندوہناک واقعے کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ جو تفصیلات آج ہمارے بھائی شاہد بگٹی صاحب نے ایوان کے سامنے رکھی ہیں، وہ اور بھی زیادہ اندوہناک اور دلخراش ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جیسے ہی یہ واقعہ ہوا، اس کی میں نے، مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے اور دوسرے سینیٹرز نے مذمت کی اور اس پر احتجاج کیا۔

جیسا کہ بگٹی صاحب نے کہا کہ پوری کوشش کی جارہی ہے کہ اس معاملے کو divert کر کے کوئی خاندانی تنازع بنادیا جائے۔ میری نگاہ میں بلوچستان کے حالات بے حد سنگین ہیں۔ ہم تھک گئے ہیں یہ بات کہتے ہوئے، کم از کم پچھلے نو سال سے میں خود بار بار اس بات کا اظہار اس ایوان میں، اس کی کمیٹیوں میں اور اس کمیٹی میں جو بلوچستان پر بنائی گئی تھی، کر چکا ہوں۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح مشرف کے دور میں کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، اسی طرح زرداری صاحب اور گیلانی صاحب کی اس حکومت میں بھی حالات بد سے بدتر ہورہے ہیں۔ حکومت کی insensitivity مجرمانہ حدود میں داخل ہوچکی ہے۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری محترم بہن اور بیٹی کو اس طرح شہید کیا جانا، وہاں کی کشمکش میں ایک qualitative change ہے۔ خدا کے لیے اسے under value نہ کیجیے۔ اس معاملے پر جاگیے۔ پورا بلوچستان جل رہا ہے۔ میں یہ صاف کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں، یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ یہ بگٹی خاندان ہی کا نہیں، یہ میرا اور آپ کا مسئلہ ہے۔ ہم سب کو اس میں پوری یکجہتی کے ساتھ صرف مذمت ہی نہیں بلکہ حکومت پر پورا پورا pressure استعمال کرنا چاہیے۔ حقائق سامنے آرہے ہیں جو کہ صاف اشارہ کررہے ہیں کہ یہ کام Establishment کا ہے اور ان لوگوں کا

ہے جو اپنی من مانی اس علاقے میں کررہے ہیں۔ اگر اب بھی ان کے گریبانوں پر ہاتھ نہیں ڈالا جائے گا تو مجھے پتا نہیں کہ ہم کہاں پہنچیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی درخواست کی تھی، میں بلوچستان کے مسئلے کی اس dimension کی طرف بھی توجہ مبذول کراؤں گا جس کی طرف حاصل بزنجو صاحب اور ہماری بہن نے ذکر کیا ہے۔ میرے پاس یہ رپورٹ موجود ہے۔ کانگریس کی Foreign Affairs Committee بلوچستان کے مسئلے کو ایک ایسا مسئلہ بنانا چاہ رہی ہے جو خدانخواستہ، خدانخواستہ، پاکستان کو توڑنے کی طرف لے کرجائے۔ جس آرٹیکل کی بنیاد پر یہ بات کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

> "Perhaps we should even consider support for a Balochistan carved out of Pakistan to diminish radical power there in Pakistan."

امریکہ اسے clearly ایک political tool کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کررہا ہے اور ہم اسے forum فراہم کررہے ہیں، ہم اسے مواقع دے رہے ہیں۔ یہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔ اس لیے میں اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں اور اس کی immediate تفتیش اور مجرموں کو پکڑنے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ بلوچستان کے تمام لوگ جو اس وقت پاکستان سے دور ہیں، زخم زدہ ہیں، بغاوت کی طرف جارہے ہیں، ان سے بات چیت کرنا، گلے لگانا، all parties کو مل کر یہ کام کرنا چاہیے۔ یہ وقت پاکستان کو بچانے کا ہے اور اس میں اگر ہم نے اپنا کردار ادا نہ کیا تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو کچھ بلوچستان میں ہورہا ہے اور جس طرف ہم بڑھ رہے ہیں، یہ بڑا عجیب سا معاملہ ہے۔ جس طرح شاہد بگٹی صاحب نے کہا کہ خاتون پر ہاتھ اٹھانا پختونوں اور بلوچوں کی روایات نہیں ہیں، میں بھی کہوں گا کہ یہ ہمارے معاشرے میں کہیں بھی نہیں ہے۔ اگر کہیں ہوتا بھی ہے تو اس بندے پر اتنی تنقید ہوتی ہے کہ وہ گاؤں چھوڑ کر ہی بھاگ جاتا ہے۔ ایک تو جان سے مارنا اور پھر اِس طرح کی بات کرنا، زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔

ہم مشرقی پاکستان کو بھول گئے۔ وہاں بھی تو یہی ہو رہا تھا۔ ابھی ایک صحافی بھائی میرے ساتھ بات کر رہا تھا کہ وہاں پر تو teachers کو مارا گیا، میں نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ اس نے کہا وہاں ڈاکٹرز کو مارا گیا، میں نے کہا یہ بھی غلط ہے لیکن کیا State کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ اس کے بدلے میں اور لوگوں کو مارے۔ ریاست کا فرض ہے کہ قوم کی جان و مال کی حفاظت کرے، اس کا بدلہ اس طریقے سے نہ لے جس طرح کہ ہم نے مشرقی پاکستان میں کیا تھا۔ ہم معاملات کو کیوں اُس طرف لے کر جاتے ہیں؟ ہم کیوں موقع دیتے ہیں کہ بلوچستان کے مسئلے پر کانگریس میٹنگ کرے، اس معاملے پر غور کرے اور دیکھے کہ یہاں human rights کی violation ہو رہی ہے۔ یہ موقع پیدا کرنے والے کون ہیں؟ یہ ہم خود ہیں۔ ہم کیوں ملک کو اس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ ہم کیا کروانا چاہتے ہیں؟ آج بلوچستان کے ساتھ، بلوچوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور معاملات آخری حد تک چلے گئے ہیں کہ خواتین کو بھی نہیں چھوڑا جا رہا تو میرے خیال میں اس سے آگے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔ جس طرح حاصل بزنجو صاحب نے بات کی کہ یہ جو ہمارے ساتھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جو فیڈریشن کی بات کرتے ہیں، جنھوں نے 18ویں ترمیم پر دستخط کیے ہیں، یہ بھی کل وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کا سامنا نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔ ہمارے اداروں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس ملک کو بچانا ہے۔ اس ملک کو تباہی کی طرف جانے سے روکنے کی ذمہ داری صرف parliamentarians کی ہی نہیں، ان اداروں اور Establishment کی بھی ہے کیونکہ اگر پاکستان ہوگا تو وہ ادارے بھی ہوں گے اور وہ Establishment بھی ہوگی۔ اگر پاکستان نہیں ہوگا تو نہ parliament ہوگی، نہ وہ ادارے ہوں گے اور نہ Establishment ہوگی۔ خدارا! اس ملک پر رحم کریں اور ان حرکتوں سے باز آجائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ ڈاکٹر سعیدہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں شاہد بگٹی صاحب اور ڈومکی صاحب سے بھرپور تعزیت کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ انسانیت، مذہب اور اخلاقی حوالوں سے ایک خاتون اور اس کی بچی کے اس انداز میں ظالمانہ طریقے سے قتل پر میں اپنے آپ سے شرمندہ ہوں۔ میں اپنی قوم سے شرمندہ ہوں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اور ہمارے ہاں کیا ہو رہا ہے۔

میرے ساتھیوں نے کہا کہ پختونوں اور بلوچوں کے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ میں کہتی ہوں کہ ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا۔ کبھی بھی کمزور صنف پر، بچوں پر اور عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا۔

(To be followed by T11)

سینیٹر سعیدہ اقبال: (جاری ---T10) کبھی بھی کمزور صنف، بچوں اور عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا، بندوق نہیں اٹھائی جاتی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس case میں کوئی خاندانی دشمنی نہیں تھی، اگر وہ بھی ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔ ہم اگر یہ کہیں کہ یہ درندگی ہے تو درندے بھی برا مان جائیں گے کیونکہ درندے بھی ایسا نہیں کرتے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس ملک کے ساتھ ایسا کون کر رہا ہے؟ میں اسے نہ پختون کہتی ہوں، نہ بلوچ نہ سندھی نہ پاکستانی نہ مسلمان جو یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ میں اس کی بھرپور مذمت کرتی ہوں اور دل کی گہرائیوں سے اپنے ساتھیوں کے جذبات میں شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم معاشرے کو صحیح رخ پر لے کر جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ شیر الہ ملک صاحبہ۔

سینیٹر شیر الہ ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اپنے ساتھی سینیٹر شاہد بگٹی صاحب سے دلی تعزیت کرتی ہوں۔ جس طرح انہوں نے اس واقعے کی تفصیلات ہمیں بتائیں، اس سے ہمارے ذہنوں میں دوسرے لوگوں نے جس طرح ایک وسوسہ ڈالا تھا کہ شاید یہ واقعہ خاندانی دشمنی کی وجہ سے پیش آیا تو یہ چیز بھی clear ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ سب سے پہلے انسانیت کی بات کرنی چاہیے کہ کوئی انسان شہید ہوا یا اس کو مارا گیا، اس کے بعد پاکستانیت کی بات کریں کہ ایک پاکستانی مارا گیا، اس کے بعد ایک خاتون کی بات کریں کہ ایک خاتون کو شہید کیا گیا۔ ایک خاتون ہونے کے ناطے میں اس کی بہت مذمت کرتی ہوں۔ ہمارے اسلام میں بھی ہے کہ جنگ کے دوران کسی خاتون، بچے اور بیمار پر ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا۔ یہاں تو نہ مذہب ہے، نہ اخلاق ہے، نہ تحفظ ہے، یہ سب چیزیں دیکھتے ہوئے ہمیں سخت تشویش کا سامنا ہے اور ان چیزوں کا تدارک ہونا چاہیے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ تمام پارٹیوں کو مل بیٹھ کر ہمارے بلوچی بھائیوں کی محرومیوں اور شکایات کا تدارک کرنا چاہیے۔ شاہد صاحب جب یہ واقعہ بیان کر رہے تھے تو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کتنے دکھی اور پریشان ہیں۔ تمام پارٹیوں کو ان چیزوں کا تدارک کرنا چاہیے اور کوئی ایسا لائحہ عمل طے ہونا چاہیے کہ ان کی شکایات دور ہو سکیں۔ میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس واقعے پر احتجاج کرتی ہوں اور اس دکھ میں ان کے ساتھ برابر کی شریک ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئرمین! بگٹی صاحب نے آج جو کچھ کہا اس میں انہوں نے ایک بات کہی کہ ہمارے ہاں خصوصاً پختونوں اور بلوچوں کے ہاں خواتین پر ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا، انہیں قتل نہیں کیا جاتا، انہیں اذیت نہیں دی جاتی۔ انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش میں ایسا ہوا ہے اور ہمیں اعتراف ہے کہ ایسا ہوا ہے، لاکھوں خواتین کے ساتھ جو کچھ ہوا، یہ ہماری تاریخ کا ایک بدنما داغ ہے لیکن اس کی ابتدا تو 1947 میں ہندوستان اور پاکستان کی تشکیل کے ساتھ ہوئی تھی کہ اُس وقت مسلمان عورتوں کے ساتھ اور اِس طرف ہندو اور سکھ عورتوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ ہمیں تو دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جب یہ ملک بن رہا تھا تو اس وقت نہ عورتوں کا احترام ہوا، نہ بچیوں کا احترام ہوا، لوگوں نے دوسرے مذہب کی عورتوں کو اپنے گھر بسا لیا، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ میری ایک بہن نے یہ کہا کہ امریکہ میں بلوچستان کے مسئلے پر کوئی کانفرنس ہونے والی ہے، اس کا انہیں کیا حق ہے؟ فلسطین کے مسئلے پر جب دنیا بھر میں کانفرنسیں ہوتی ہیں، جب بنگلہ دیش کی قومی مزاحمتی تحریک چل رہی تھی تو اس مسئلے پر دنیا بھر میں مزاحمتی کانفرنسیں ہو رہی تھیں، کل شام کے متعلق سلامتی کونسل میں ایک قرارداد پیش ہوئی اور ہماری حکومت نے اس قرارداد کو support کیا کہ شام میں وہاں کی establishment وہاں کے لوگوں کو قتل کر رہی ہے تو پھر آپ کس طرح کہیں گے کہ آپ کے ہاں کچھ ہو رہا ہے۔ ہم تو بین الاقوامی برادری کا حصہ ہیں۔ اگر بلوچستان میں لوگوں کو مارا جا رہا ہے، بلوچستان کے نوجوانوں کی مسخ شدہ لاشیں سڑکوں پر پائی جاتی ہیں اور یہ کام اب صرف بلوچستان میں نہیں ہو رہا بلکہ گرفتار شدہ لوگوں کی مسخ اور بدحال لاشیں پشاور کی سڑکوں پر بھی پائی گئی ہیں تو پھر ساری دنیا یہ بات کرے گی، امریکہ کرے گا، برطانیہ کرے گا، ہمارے ہمسائے یہ بات کریں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے عمل میں کوئی تبدیلی لائیں۔ سپریم کورٹ میں missing persons کا مقدمہ پڑا ہوا ہے، دوسرے مقدمات کی سماعتیں بھی ہوتی ہیں لیکن missing persons کا پتا ہی نہیں چلتا بلکہ ان کی لاشیں مل رہی ہیں۔ بلوچستان میں جو لوگ اغواء کیے گئے ہیں، غائب کر دیے گئے ہیں اب ان کی لاشیں ملنی شروع ہوئی ہیں اور اب تو ان کی خواتین بھی محفوظ نہیں ہیں۔

جناب والا! آخر ہم کہاں جا کر رکیں گے۔ ہم نے اپنی غلطیوں کے نتیجے میں East Pakistan کو بنگلہ دیش بنا دیا۔ آج اس پارلیمنٹ میں بنگلہ دیش پارلیمنٹ کے ایک رکن جناب محی الدین خان تشریف لائے تھے، ہمارے ڈپٹی چیئرمین صاحب نے انہیں دعوت دی تھی۔ وہ بتا رہے تھے کہ وہ مزاحمتی تحریک کے کمانڈر رہ چکے ہیں۔ ان کی باتیں سننے کے بعد میں سوچ رہا تھا کہ کل ایسا نہ ہو کہ بلوچستان کی پارلیمنٹ سے کوئی شخص ہماری پارلیمنٹ میں ہماری دعوت پر آئے اور ہم اس سے وہ باتیں سنیں جو آج ہم ان سے سن رہے

ہیں۔ آج ہم بنگلہ دیش کو تسلیم کر رہے ہیں۔ ہم بنگلہ دیش کی خیر اور ترقی کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہمارا رویہ یہی رہا، ہماری establishment اسی طرح پرانے طریقوں پر چلتی رہی جو اس نے بنگلہ دیش میں آزمایا، جو اس نے خیبر پختونخوا میں بہت پہلے ایک operation کر کے دیکھا، اس نے جو سندھ میں MRD کے دور میں ایک operation کیا، انہوں نے جو tribal areas میں پاکستان بننے کے فوراً بعد ایک operation کیا، پھر بنگلہ دیش میں operations ہوئے اور بلوچستان میں یہ تیسرا یا چوتھا operation ہے۔ ایوب خان کے زمانے سے یہ operation شروع ہے۔ بلوچستان کے قائدین کو دھوکے سے بلایا گیا اور پھر انہیں پھانسی دے دی گئی۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! Thank you سے بات نہیں بنے گی۔

جناب چیئرمین: جی یہ point of order ہے، debate نہیں ہے۔ This is a point of order اور اس پر آپ پوری تقریر نہیں کر سکتے۔ جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: شکریہ جناب چیئرمین! شاہد بگٹی صاحب نے جو واقعہ بیان کیا وہ بہت دردناک اور اندوہناک واقعہ ہے۔ نواب اکبر خان بگٹی کی پوتی اور اس کی بیٹی کو شادی میں شرکت کرنے کے بعد واپسی پر جس ظلم، بربریت اور وحشیانہ طریقے سے قتل کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں سن کر انسانیت لرز جاتی ہے۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ کوئی خاندانی دشمنی نہیں تھی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچوں اور پختونوں کی روایات ہیں کہ وہ عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔ یقیناً یہ کوئی اور ہے، کوئی تخریب کاری ہے، دہشت گردی ہے۔ بلوچستان میں جتنے پرسکون حالات ہوتے تھے، وہ پاکستان کا بہت اہم حصہ ہے، اس کے بغیر پاکستان مکمل نہیں ہے۔ جب تک بلوچستان اور کراچی پرسکون نہیں ہوتے اس وقت تک پاکستان پرسکون نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم نے یہ سب کچھ کرنا ہے اور آج کل تمام بلوچ نمائندے یہی کہہ رہے ہیں کہ ملک separation کی طرف جا رہا ہے، یہ بہت خراب صورت حال ہے لیکن ہماری حکومتِ وقت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی کہ پاکستان کے لیے آج تک کسی بھی شعبے میں کوئی منصوبہ سازی نہیں ہوئی، نہ سوچ ہے، نہ کوئی strategy ہے، نہ کوئی طرز عمل اور نہ ہی کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ صرف اپنے اللے تللوں میں مصروف رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت تشویش ناک صورت حال ہے، اس سے پہلے آپ نے دیکھا کہ بلوچستان میں جو بھی پنجابی ہوتا تھا، اسے target کر کے مارا جاتا رہا۔ اب چونکہ وہاں پنجابی بہت کم رہ گئے ہیں یا ختم ہوگئے، اس لیے یہ آپس میں شروع ہو گئے ہیں۔ جس طرح شاہد بگٹی صاحب نے

depict کیا تو یقیناً وہ کسی دشمنی کا شاخسانہ نہیں ہوگا۔ میں ڈومکی خاندان کو خود بھی جانتا ہوں۔ وہ بہت شریف، بہت وضع دار اور بہت اچھے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ براہمداغ کی بہن تھی اور وہ بگٹی صاحب کا پوتا ہے۔ بگٹی صاحب بہت عظیم آدمی تھے اور ان چند لوگوں میں شامل تھے جو ڈنکے کی چوٹ پر پاکستان کی حمایت کرتے تھے، فیڈریشن کے حامی تھے اور پاکستان کی بقا، بلکہ بگٹی صاحب تو پاکستان بنانے والوں میں بھی شامل تھے۔

(جاری-----T12)

T12–08Feb2012 Ashraf/Ed.Javaid Er.3 0650

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ جاری---

بلکہ بگٹی صاحب تو پاکستان بنانے والوں میں بھی شامل تھے۔ جو بہت تھوڑے سردار تھے .Bugti Sahib was one of them یہ اتنا شرمناک اور اذیت ناک واقعہ ہے، اس کو آٹھ دس دن ہو گئے ہیں مگر مجرموں کو پکڑنے کے لیے کسی قسم کی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ یہ بھی ایک سوچنے والی بات ہے کہ کیوں ایسا نہیں ہوتا بلکہ so much so, Chief Justice of Pakistan میرا خیال ہے بلوچستان سے ہی تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے بھی اس کا suo moto notice لے کر یقیناً ایک اچھا کام کیا ہے جو قابل تعریف ہے لیکن ان کے حکم کے باوجود بھی نہ آئی جی نہ Home Minister Sindh اور نہ کوئی اور، کسی نے بھی آج تک کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اگر ہمارے ہاں law and order کی ایسی ہی صورت حال رہی، بقیہ سارے ملک میں بھی ایسے ہی ہے لیکن جتنا غلیظ اور جتنا کمینہ پن اس واقعے میں ہوا ہے اس کے لیے قابل مذمت تو کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ چٹھہ صاحب! آپ کا موقف آگیا۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ضرور اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ پاکستان کدھر جا رہا ہے اور حکومت کیا کر رہی ہے اور ہم کس کے حوالے ہیں؟ حکمرانوں کا تو یہ ہوتا ہے کہ فرات کے کنارے کتا مر جائے تو اس کی ذمہ داری بھی حکمران پر آتی ہے لیکن ان حکمرانوں کے تو اپنے ساتھ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن یہ بے بس ہیں۔ ہمیں پاکستان کی existence اور اس کی مضبوطی کے لیے جنگی اور ہنگامی صورت حال کے مطابق کام کرنا چاہیے۔

Mr. Chairman: Thank you, Maulana Abdul Ghafoor Haidri Sahib.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین، پرسوں یعنی چھ فروری کو یہاں ہاؤس میں، میں نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ اس ضمن میں، میں نے یہ بھی کہا تھا کہ سپریم کورٹ نے suo moto notice لیا ہے اور چار دن کی مہلت دی ہے۔ تین دن گزر گئے ہیں، اب تک قاتل گرفتار نہیں ہو سکے۔ یہ شرمناک واقعہ صرف اس خاندان کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے اہل بلوچستان اور تمام پاکستانیوں کے لیے جہاں شرمناک امر ہے وہاں افسوسناک اور المناک بھی ہے۔

جناب چیئرمین! مسخ شدہ لاشوں کی بات کی گئی۔ اللہ نہ کرے اگر کچھ قوتیں ملک کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کر چکی ہیں تو پھر سب کو بلائیں اور ساتھ بٹھائیں اور بات کریں کہ یہ ہے ہمارا فارمولا، بلوچستان جائے بھاڑ میں، خیبر پختون خوا جائے بھاڑ میں۔ میں ایک صوبے کی بات نہیں کرتا ہوں لیکن اگر انداز اس طرح کا ہے تو خون خرابہ کیوں؟ اگر مشرقی پاکستان کو الگ کرنا تھا تو اتنی عصمت دری کیوں کروائی گئی، اتنے لوگ قتل کیوں کروائے گئے؟ آج بلوچستان میں وہی کچھ ہو رہا ہے۔ ہم روز یہاں کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان آپ کے ہاتھ سے جا رہا ہے۔ پہلے ہم ایک جنرل کا رونا روتے تھے کہ وہ آمر ہے، فرد واحد کی حیثیت سے فیصلے کر رہا ہے۔ جیسا کہ یہاں کہا گیا ہے کہ پہلے لاشیں نہیں ملتی تھیں موجود حکومت آئی تو اب مسخ شدہ لاشیں ملنا شروع ہو گئی ہیں۔ اس ملک میں کوئی عدالت ہے! کوئی قانون ہے! کوئی ضابطہ ہے! یہاں ایسی قوتیں ہیں جو قانون سے بالا تر ہیں۔ کیا عدلیہ کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا؟ سیاستدانوں کو تو روز عدلیہ میں گھسیٹا جاتا ہے۔ کیا ایسے تخریب کار لوگوں تک ان کا ہاتھ نہیں پہنچتا؟ ایسی قوتیں ہیں جو ایسی کارروائی میں ملوث ہیں، لوگوں کے قتل اور لاشوں کی بے حرمتی کرنے میں ملوث ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ دشمن بھی ایسا نہیں کرتے۔ انڈیا بھی ہمارے لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتا ہوگا جو ہم خود اپنے لوگوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ان کے اوپر بمباری کروا کے پورے علاقے کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ یہ کیسی بربریت ہے۔ ہم تو ہمیشہ رونا روتے ہیں، میں نے ہمیشہ کہا کہ جمیعت علمائے اسلام قومی یک جہتی اور ملکی سلامتی کو ایمان کا درجہ دیتی ہے لیکن کیا یہاں جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ ملکی سلامتی کے لیے کیا جا رہا ہے، قومی یک جہتی کے لیے کیا جا رہا ہے، ملک و قوم کو محفوظ بنانے کے لیے کیا جا رہا ہے؟ امریکہ نے دس سال طاقت استعمال کی اور آج وہ مذاکرات پر آیا ہے۔ یہاں دس بارہ سال سے بلوچستان میں آگ جل رہی ہے، خیبر پختون خوا میں قراردادیں پاس کرتے ہیں مگر کوئی مذاکرات نہیں ہیں، کوئی پیش رفت نہیں ہے، کوئی عملی اقدام نہیں ہیں۔ یا پھر سیاسی حکومت کو اعتراف کرنا چاہیے کہ ہم بے بس ہیں۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایسی سوچ ہے۔

جناب چیئرمین: conclude کر لیجئے، آپ کا point آگیا ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں بات ختم کرتا ہوں۔ ہم زخمی ہیں۔ خدارا! کم از کم ہمیں یہاں تو بولنے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، جی ٹھیک ہے، اس پر debate کر لیں، law and order پر debate کر لیں۔ آپ 194 کا motion دیں اور law and order پر full fledge debate کریں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: یہاں تو کم از کم ہمیں چیخنے چلانے دیں، ہمارے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے نمک پاشی کی جا رہی ہے۔ وہ لوگ ہمارے ساتھ زیادتی کیے جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! عرض کرنے کا مقصد یہ ہے اگر امریکہ نے یا امریکی کانگرس نے کوئی ایسی بات کی ہے تو کیا ہم نہیں سمجھتے کہ یہ ہماری پالیسیوں کے نتائج ہیں، یہ ہمارے کرتوتوں کے نتائج ہیں۔ آپ اگر اس طرح ماحول بنائیں گے، لوگوں کو قتل کروائیں گے، لوگوں کو مسخ شدہ لاشیں بھیجیں گے تو پھر اس کا ردعمل تو ایک فطری بات ہے۔ اس لیے خدا کے لیے اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے۔ پورا بلوچستان غمگین ہے۔ خواتین پریشان ہیں کہ اتنے بڑے آدمی کو اور اس کی اہلیہ کو بے دردی سے ہید کیا جاتا ہے تو عام خواتین اور عام لوگوں کا کیا ہو گا؟ اس لیے میری گزارش ہے کہ سپریم کورٹ نے جو چار دن دیئے تھے، تین دن پورے ہو گئے ہیں۔ اگر یہاں کچھ نہیں ہوتا تو میں سپریم کورٹ سے کہنا چاہوں گا کہ کم از کم وہ عملی قدم اٹھائیں۔ صوبہ سندھ کی حکومت ان قتلوں کے لیے جواب دہ ہے لیکن اس کی طرف سے بھی کوئی ایسا اقدام سامنے نہیں آیا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ ان حالات کی روک تھام کے لیے عملی اقدام اٹھائے جائیں۔ صرف ہاتھ جوڑنے سے اور صرف معافی مانگنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman: Thank you, Bangash Sahib.

سینیٹر عبدالنبی بنگش: Thank you, Mr. Chairman. ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اس دن آپ بھی اس خوشی کے موقعے پر موجود تھے جس دن بگٹی صاحب کے بیٹے کی شادی تھی۔ پھر جو اندوہناک حادثہ ہوا ہے یہ ایک تسلسل ہے۔ میں repetition نہیں کروں گا، ہم پہلے بھی اس ہاؤس میں کہہ چکے ہیں۔ یہ اس خص سے شروع ہوا جو broad minded and highly educated تھا۔ آپ کی federation کے ساتھ، پارلیمانی سسٹم کے ساتھ چلتا ہوا وہ دبنگ آدمی، ایک سردار جو ماشاء اللہ اپنی ایک راج دھانی کے مالک تھے اور وہ willingly اس پاکستان کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ ایک dictator نے کہا کہ ہم ایک بٹن دبا کر ان کو غار کے اندر مار ڈالیں گے۔ ان کو اس طرح شہید کیا گیا۔ وہ ایک ایسا انسان تھا جس کے ایک اشارے پر اس کا پورا قبیلہ اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور ایک ہی اشارے پر بیٹھتا تھا۔ وہ جب آپ کے ساتھ بیٹھا ہوتا تھا تو سب لوگ اس کے کنٹرول میں ہوتے تھے۔ آپ نے اور ہم نے کیا کیا، ان قو

توں نے کیا کیا کہ اس کو شہید کر دیا تو اب آپ کو سو لوگوں سے بات کرنی پڑے گی بلکہ وہ آپ سے اتنے دور جا چکے ہیں کہ آپ سے بات کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں بلکہ ایسی حرکتیں ان لوگوں کے دلوں میں ہمارے خلاف مزید نفرتیں پیدا کر رہی ہیں۔ اس floor پر میں نے ہمیشہ کھل کر کہا ہے اور پھر کہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ کل کو یہ لوگ مجھے مار ہی ڈالیں کیونکہ میرا ایمان ہے کہ ہمارا خون اس مٹی کے لیے ہے۔ یہ لوگ adventurism کر رہے ہیں۔ یہ لوگوں کو، عوام کو emotionally blackmail کر کے کہتے ہیں کہ اگر ہم نہیں ہیں تو طالبان آپ کو کھا جائیں گے۔ ہم نہیں ہوں گے تو بلوچستان الگ ہو جائے گا، یہ نہیں ہوگا۔ جناب! ہمیں یہ بتایا جائے کہ اگر سارے parliamentarians رو رہے ہیں it means that یہ پارلیمنٹ کی یا political and democratic حکومت کی پالیسی نہیں ہے۔ پھر وہی وزیراعظم کی بات ہے کہ state within the State ہے، who are those people? یہ پاکستان کے محافظ نہیں ہیں بلکہ یہ پاکستان کے دشمن ہیں۔

جاری----

T13-8Feb-2012 Er-11 Time 7.00 Mahboob Khan/Ed. Javaid

عبدالنبی بنگش--

Who are those people یہ پاکستان کے محافظ نہیں ہیں، یہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ کوئی بھی ہے، جو ہمیں مسخ شدہ لاشیں-- ہمارے پورے قبائلی علاقے میں ان ملکان کو چن چن کر قتل کیا گیا، جو آج وہاں پر شرپسند ہیں، قسم خدا کی ایک رسی میں باندھ کر پولیٹیکل حکام کے سامنے حاضر کر سکتے تھے۔ آج ہمارا political system مفلوج ہے۔ ہمارے جتنے سول سسٹم ہیں، پورے فاٹا کے لوگ یہاں بیٹھے ہیں، وہ فاٹا کے لوگ جو ۶۵ سال تک اڑھائی ہزار کلومیٹر آپ کی سرحدوں کے محافظ ہیں، آپ کے موجودہ آزاد کشمیر کو انہوں نے آزاد کرایا تھا، آپ کی ریگولر آرمی نے آدھا ملک گنوایا ہے، سر کریک گنوایا ہے، سیاچین گنوایا ہے، کارگل گنوایا ہے، کشمیر گنوایا ہے۔ اگر کشمیر جتوایا ہے تو انہی قبائلی لوگوں نے آپ کو لے کر دیا ہے۔ آج انہیں قبائلی لوگوں پر آپ گولیاں برسا رہے ہیں، ان کے بچوں کو ہلاک کر رہے ہیں اور جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ، conclude کر لیجیے۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: میں آخری بات عرض کرتا ہوں کہ یہ جو چیز ہے۔ احمد فراز کہتے ہیں کہ

اگر وہ زہر دیتے تو دنیا کو معلوم ہوجاتا فراز،

تو اس نے نے کیا کیا کہ وقت پر دوا نہیں دی۔ یہ indirectly اس ملک کے ساتھ زیادتی ہے۔ جو محافظ کے روپ میں آستین کے سانپ بنے ہوئے ہیں، ان لوگوں کو روکنا ہوگا۔ جناب والا! پارلیمنٹ کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی کہا تھا کہ ہمیں اقتدار ملتا ہے، اختیار نہیں ملتا۔ خدارا! اختیار اپنے ہاتھ میں لو، نہیں تو یہاں پر debate کرنا دیواروں سے سر ٹکرانے کے مترادف ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ مشاہد اللہ صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بہت بہت شکریہ، جناب والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ جو کراچی کا واقعہ ہوا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس سے زیادہ دردناک واقعہ بہت کم ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ اس طریقے سے بچی کو اور عفت مآب ہماری بہن چاہے وہ نواب اکبر بگٹی کی پوتی تھیں یا براہمداغ کی تھیں، ہماری بھی وہ بہن تھیں، جس وحشیانہ طریقے سے اس پر گولیاں برسائی گئی ہیں، اس میں ایک انتقام کا پہلو بالکل صاف نظر آتا ہے ورنہ لوگ نارمل گولیوں سے مرتے ہیں، لیکن اس کے منہ پر گولیاں مارنا، بچی کو مارنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو شدید انتقامی کارروائی کہتے ہیں، وہ ہوئی ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ کیا مذمت کریں، مذمت کر کر کے ہم تھک چکے ہیں اور حالات مزید دگرگوں ہوتے جارہے ہیں، خاص طور پر بلوچستان کے حالات۔ وہاں پر دو، تین مرتبہ اتفاق سے میں گیا بھی ہوں، میں نے وہاں جا کر تھوڑا سا پتا کیا ہے، وہاں پر مستقل چار سال سے جتنے حالات خراب ہوئے ہیں، پہلے بھی خراب تھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن جب سے یہ موجودہ حکومت آئی تھی تو لوگ سمجھتے تھے کہ شاید یہ اس کو سنبھال لیں گے، اس لیے کہ یہ ایک جمہوری حکومت ہے، سویلین گورنمنٹ ہے اور شروع میں معافی بھی مانگی گئی تھی، پھر آغاز حقوق بلوچستان ہوا لیکن وہ سب رائیگاں گیا۔ اس لیے کہ آغاز حقوق بلوچستان کی وہاں پر بات کرو تو وہ لوگ مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ کون سا آغاز حقوق بلوچستان ہے۔ ہمیں زخم لگے ہوئے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی زخمی کے زخم پر مرہم رکھنے کی بجائے اسے تھری پیس سوٹ دے دیں۔ ایسے تو مسائل حل نہیں ہوتے۔ پھر مفاہمت کی سیاست کی بڑی بات ہوتی ہے۔ زرداری صاحب بہت بڑے سیاستدان ہیں۔ لوگ بار بار ان کی تعریف بھی کرتے ہیں، اتحادیوں کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے اور وہ بڑے کامیاب سیاستدان ہیں اس لحاظ سے کہ مفاہمت انہوں نے اقتدار کے لیے کی ہوئی ہے لیکن یہی مفاہمت کی سیاست کیا بلوچستان میں نہیں ہوسکتی۔ اقتدار کے علاوہ اس ملک کے لیے اور اس ملک کے جو عوامی مسائل

ہیں اس کے لیے بھی تو وہ کوئی کام دکھائیں۔ اس کے لیے اپنی سیاست کے جوہر وہاں پر جا کر دکھائیں۔ وہ کیوں وہاں بلوچستان میں جا کر بیٹھ نہیں جاتے۔ جب ملک ٹوٹ رہا ہو، جب امریکہ کی کانگریس کی foreign affairs committee بلوچستان کو discuss کر رہی ہو، اس کے باوجود بھی ہمیں ہوش نہیں آرہا۔ چار سال سے ذرا یہ بتائیں تو سہی، خالی یہاں پر اگر وزیر داخلہ جواب دے دیتے تو اس سے کیا ہوتا تھا لیکن کیا اب بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تمام ایوان کو چاہیے وہ حکومتی بنچ ہیں یا اپوزیشن ہے انہیں اس بات پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے کہ ایکشن لیں اور قاتل پکڑیں۔ قاتل پکڑے بھی جائیں گے تو کیا ہوگا، جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے اس سلسلے کو روکنا ہے اور جو بلوچستان کے اصل مسائل ہیں، ان کا جو root cause ہے اس کو ختم کر کے وہاں پر امن اور خوشحالی لانی ہے۔ اس کے لیے کوئی ہلنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ میڈیا جس طرح سے اس کو کردار ادا کرنا چاہیے، وہ بھی نہیں کر رہا۔ اس کو high light نہیں کیا جاتا اور وزیر اعظم صاحب ویسے تو آج کل بڑی بہادری کی باتیں کر رہے ہیں، تھوڑی سی بہادری بلوچستان کے لیے بھی دکھائیں۔ وہاں جا کر ان سے بات کریں جن کے مسائل ہیں، جن کو مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں، جن کے لوگ لاپتا ہیں۔ جہاں پر مزاحمتی تحریکیں چل رہی ہیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ یہ کتنی ناکام مفاہمت ہے کہ چار سال میں موجودہ حکومت وہاں کے جو بڑے لیڈر ہیں ان سے ملاقات تک نہیں کر سکی اور وہاں پر جہنم بنا ہوا ہے وہ ہے نا کہ

نہ امن ہے، نہ سکوں ہے، نہ چارہ غم ہے

تمہاری بزم طرب کا عجیب عالم ہے

اور وہ سرزمین جسے رخت خلد کہتے ہیں

خطا معاف، دہکتا ہوا جہنم ہے

تو اس جہنم کو جنت میں تبدیل کرنے کی کوشش تو نظر آئے۔ جناب چیئرمین! آپ بھی اپنا کردار اس میں ادا کریں۔ انہیں کہیں خدا کے لیے اقتدار کی بندر بانٹ ہو جائے گی اب تو بہت تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں۔ ان تھوڑے سے دنوں میں ایک یہ کام تو کر لیں کم از کم کہ وہاں بلوچستان میں کوئی امن و خوشحالی لائیں۔ وہاں کے لوگوں سے بات کریں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں، ان سے بھی بات کریں، جو اندر موجود ہیں ان سے بھی بات کریں۔ بات چیت سے بہت ساری باتیں cool down بھی ہوتی ہیں اور مسئلے کے حل کی طرف جایا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ ایس ایم ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: جناب والا شکریہ۔ ہمارے سینیٹ کے جتنے اراکین نے یہاں پر اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ان کی تائید کرتے ہوئے اور اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ واقعہ ایسا ہے کہ اگر اس کا جلدی سے جلدی کوئی نتیجہ نہ نکالا گیا تو بلوچستان میں سلگتی ہوئی آگ جس کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے، اس پر یہ جلتی پر تیل کا کام کرے گی۔ میں ان جذبات سے بالکل متفق ہوں جن کا یہاں پر اظہار کیا گیا ہے لیکن یہ بھی سمجھتا ہوں کہ بہت سارے نتائج وقت سے پہلے نکال لیے گئے ہیں۔ ابھی ہمیں انتظار کرنا چاہیے اس تفتیش کا جس کا ہم بالآخر تقاضا کر رہے ہیں۔ میں ابھی شاہد بگٹی صاحب کے پاس اس واقعہ کی تعزیت کرنے اور ان کے ساتھ افسوس کا اظہار کرنے کے لیے بیٹھا ہوا تھا تو جن چیزوں کا انہوں نے مجھ سے ذکر کیا ہے ان کی روشنی میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کراچی جیسے اچھے بڑے شہر میں ہوا ہے جو mini پاکستان کہلاتا ہے جو ہمارا سب سے اہم شہر ہے اگر اس واقعہ کو اس حکومت نے اور ہمارے تمام اداروں نے مل کر test case نہ بنایا اور حقیقت کو جلد سے جلد واضح نہ کیا تو اس کا یقینی طور پر ہم سب کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔ میں جانتا ہوں یہ point of order ہے اس پر مجھے زیادہ بات نہیں کرنی، اس لیے میں یہی کہوں گا کہ اس مقدمے، اس واقعے کو حکومت ایک test case بنائے، ہم سب کو اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور جس کے پاس جو بھی اطلاعات موجود ہیں، جو ادارے کے ساتھ بات کر سکتے ہوں، وہ اس معاملے کو ان تک پہنچائیں کیونکہ یہ واقعہ ایسا نہیں ہے جس کو بغیر کسی نتیجے کے چھوڑ دیا جائے اور جتنی تاخیر ہو گی، اتنے مفروضے بنیں گے اور جتنے مفروضے بنیں گے وہ perceptions بن جائیں گے، حقیقت بن جائیں گے اور اس پر بیرونی ممالک ہمارے خلاف سازشیں کریں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے ضرور درخواست کروں گا کہ ہم سب کے جذبات آپ حکومت تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ابلاغ عامہ اس کو یقیناً عوام تک بھی پہنچائیں گے۔ اس سے حکومت تک بھی بات پہنچے گی اور وہ ضرور اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے تو میں اپنی اور اپنی پارٹی کی جانب سے جناب شاہد بگٹی سے دلی افسوس کا اظہار کرتی ہوں کہ ان کی بہن اور بھانجی کو قتل کر دیا گیا۔ یہ ایک انسانیت کا قتل ہے اور یہ بلوچ روایت کے منافی ہے کہ کسی خاتون کو دشمنی کی بنا پر قتل کیا جائے، محرکات جو بھی ہوں، تحقیقات سامنے آنی چاہیے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا معاشرہ بہت تنزلی کا شکار

ہے لہذا ہمیں اس کو address کرنا چاہیے۔ قتل چاہے جس نے بھی کیا ہو، چاہے ایجنسیوں نے کیا ہو یا ذاتی، میں نہیں سمجھتی کہ یہ ذاتی دشمنی کا نتیجہ ہے۔ قتل کسی نے بھی کیا ہو یہ قابل مذمت ہے۔ جناب والا! جہاں محرومیاں ہوتی ہیں وہاں پر علیحدگی پسندی کو تقویت پہنچتی ہے جیسا کہ مشرقی پاکستان ہوا۔ محرومی کے احساس نے وہاں پر مجیب الرحمٰن کو تقویت بخشی اور اسی طرح بلوچستان بھی احساس محرومی کا شکار ہے وہاں پر لوگ قتل کر دیے جاتے ہیں۔ وہاں پر economic conditions اچھی نہیں ہیں۔۔

آگے ٹی ۱۴

Sial\Zafar T14-08Feb2012 ER1 7.10

سینیٹر سمیں صدیقی: جاری۔۔۔ بلوچستان بھی احساس محرومی کا شکار ہے۔ وہاں پر لوگ قتل کر دیے جاتے ہیں۔ وہاں پر economic condition اچھی نہیں ہے۔ وہاں پر already ایک علیحدگی کی تحریک چل رہی ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ کل ایک قد آور درخت بن جائے۔ میں پہلے تو ان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہوں کیونکہ وہ صرف پاکستان کی بیٹی نہیں تھی، وہ ایک عورت ہونے کے ناطے ہم سب کی بہن تھی۔

جناب! میری ایک اور گزارش ہے لیکن میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گی وہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایک معزز رکن سینیٹ کی بہن کا تھا اور اگر رحمٰن ملک صاحب یہاں موجود ہوتے اور اس واقعہ کے بارے میں کچھ روشنی ڈالتے تو یہ بہتر ہوتا۔ میں جانتی ہوں کہ یہ معاملہ subjudice ہے اور عدالت میں ہے لیکن وہ بھی اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اور ان کے ساتھ ہی یہ واقعہ پیش آیا ہے لہذا، ان کو یہاں ہونا چاہیے تھا اور اس پر کوئی روشنی ڈالنی چاہیے تھی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! اس سے پہلے بھی اس گھناؤنے واقعے کی مذمت کی گئی ہے۔ پچھلے Tuesday کو یہ مسئلہ میں نے اٹھایا تھا اور وزیر داخلہ بھی یہاں پر موجود تھے۔ بہر حال انہوں نے جو یہاں statement دی تھی اس سے agree کرنا یا disagree کرنا ایک علیحدہ بات ہے لیکن یہ شدید تکلیف دہ واقعہ ہے جو کبھی نہیں بھولتا اور بار بار دل چاہتا ہے کہ اس کی مذمت کی جائے۔

جناب والا! عرض یہ ہے کہ ڈومکی قبائل کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ اس خاندان کے ساتھ ہمارا خاندانی تعلق ہے۔ آج تک دوسرے tribes کی طرح ڈومکی قبیلہ کسی قسم کے tribal feud and tribal conflict میں نہیں آیا لیکن میں حیران ہوں کہ اتنے peaceful اور اتنی humble family کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ گیا ہے۔ ان کے ساتھ دوسرے قبائل کے shoots ہوئے تھے لیکن انہوں نے کبھی کسی سے revenge نہیں لیا اور کبھی اس قسم کی بات نہیں کی کیونکہ they are very peaceful people. میں آپ کو اور گزارش کروں کہ صدر صاحب نے اس واقعہ کا بروقت نوٹس لیا تھا اور انہوں نے سخت الفاظ میں اس کی مذمت بھی کی تھی اور انہوں نے اس کی investigation کے احکامات بھی جاری کیے تھے۔

جناب والا! ہمارے معزز ممبران نے جو یہاں views دیے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ political and democratic government جب آتی ہے تو ان کی بڑی problems ہوتی ہیں اور specially میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کو کسی اور طریقے سے handle کیا جا رہا ہے۔

جناب! ۱۹۷۹ میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک چلائی گئی، آخر میں اپوزیشن اور گورنمنٹ ایک سمجھوتے پر آئی تو اس وقت جنرل ضیاء الحق went inside of the hall جہاں پر انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے issue کو یہاں پر discuss نہ کریں۔ بلوچستان میں جو insurgency ہے اس کا تعلق پاکستان کی فوج کے ساتھ ہے کہ انہوں نے ہمارے جوانوں کے ساتھ یہ کیا اور وہ کیا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مارشل لاء لگنے کے بعد اس نے بلوچستان کو چھوڑا نہیں ہے، اس نے کہا کہ اس issue کو نہ چھیڑیں لیکن immediately Martial Law لگنے کے ایک ہفتے کے بعد اسی جنرل ضیاء الحق نے انہی لیڈران کو جیل سے بھی نکالا اور ان کے ساتھ negotiation بھی کی۔ یہ ایک واقعہ تھا جس کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی افسوسناک واقعہ ہے اور اس کی جتنی مذمت کریں کم ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ صاحبہ۔

سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ: جناب چیئرمین! میں کہتی ہوں کہ condemning this incident is a small word, it has never happened in the history of Balochistan کہ کسی شریف گھرانے کی بیٹی کو اس بیدردی سے روڈ پر مار کر گرایا جائے۔ اس قسم کا واقعہ میں نے کبھی نہیں سنا ہے۔ بلوچستان میں بڑے بڑے واقعے ہوئے ہیں لیکن جب ladies have

interfered from the opposite side یا کسی بڑے گھرانے کی عورت نے ان کے درمیان صلح کے عمل میں حصہ لیا تو خون بھی معاف ہوئے اور اس قسم کے فیصلے بھی ہو چکے ہیں۔ مردوں کا قتل ہوا ہے۔ میرے اپنے nephew کو مارچ ۲۰۱۱ میں روڈ کے اوپر مارا گیا جس کی تصدیق حیدری صاحب بھی کریں گے۔ ایک سال پہلے میرے husband کے nephew کو جو ۱۷ سال کے تھے ایک جلسے میں مارا گیا لیکن آج تک پتا نہیں چلا کہ کس نے یہ کیا۔ But they were men and they were ready for that but it is killing of women and children on the street and the torturing جس کی وجہ سے مسخ شدہ لاشیں ملتی ہیں۔ جناب! میں حیران ہوں کہ باقی لوگ ایک گولی سے مرتے ہیں۔ آپ کسی کے سر میں گولی ماریں وہ پانچ منٹ کے اندر مر جائے گا مگر ہماری بلوچ عورتوں کو تیس تیس گولیاں ماری گئیں ہیں۔ ایک brust بچی پر، اس کی ماں پر ایک brust مارا گیا یعنی یہ لوگ تو ہلاکو خان اور چنگیز خان سے بھی زیادہ ظالم تھے۔

جناب والا! جب سے یہ واقعہ پیش آیا، مجھے اس سے پہلے بھی یہ خیال آیا کہ شاید ہماری establishment یہ نہیں چاہتی کہ ہم پاکستان میں رہیں۔ جناب! ہمیں red Indian کی طرح بلوچستان میں آزاد چھوڑ دیں۔

They should draw a line and let us live our own lives. Why do you kill our children? Why do you kill our women. Why do you kill our daughters. What mistakes have been made? Sir, my own father remained behind bars for 20 years but he faced it. People have been hung, people have been tortured. It has not turned out today, it is right from 1947.

جناب والا! اتنی نفرت ہمارے بلوچوں کے خلاف ہے۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہمیں چھوڑ دیں اور ہم اپنے طریقے سے وہاں کام کریں گے اور اپنے طریقے اور رواج کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں گے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جی پروین کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرے معزز ممبران پہلے بھی اس واقعہ کو point out کر چکے ہیں۔ آج میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے شاہد بگٹی اور اس کی فیملی کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ صبر جمیل اور عقل سلیم بھی عطا کرے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یہ اب بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! آج ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ واقعہ کراچی میں ہو گیا اور چند دن کے بعد لوگ بھول جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ ہر رات سونے سے پہلے اور صبح اٹھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ کہاں rocket launcher پھینکا گیا ہے اور کہاں بم بلاسٹ ہوا ہے۔ کتنے لوگ torture ہوئے ہیں اور کتنے لوگ مارے گئے ہیں، یقیناً reaction ہوتا ہے۔

جناب! اس rocket launcher کی آنکھیں نہیں ہوتیں، وہ پٹھان کے گھر پر بھی گرتا ہے، وہ بلوچ کے گھر پر بھی گرتا ہے، پنجابی کے گھر پر بھی گرتا ہے، بے گناہ کے گھر پر بھی گرتا ہے اور گناہگار کے گھر پر بھی گرتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتی ہوں کہ جہاں چیف جسٹس صاحب نے از خود نوٹس لیا ہے وہاں آج پارلیمنٹ، میڈیا اور فوج کا بھی کام ہے کہ یکجان ہو کر ہم بلوچستان کے مقدر کا بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ آیا ہم نے ان لوگوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے یا ان لوگوں کو اسی طریقے سے رکھنا ہے۔ جناب! یہ نفرت کی سلگتی ہوئی آگ اب دامن سے گلے تک پہنچ گئی ہے اور کوئی ایسا وقت ہو گا جس میں یہ سب کچھ blast ہو جائے گا اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ میری آپ سے ایک humble request ہے کہ کیا وزیر داخلہ کا یہ حق نہیں بنتا کہ وہ یہاں ہمیں سنیں۔ ہم یہاں چار دن سے ایک بات کر رہے ہیں، وہ یہاں پر اتنی ہی وضاحت کر دیں کہ بھئی تحقیق ہو رہی ہے اور اس کی کون تحقیق کر رہا ہے، پارلیمنٹ، میڈیا یا فوج کر رہی ہے، وہ کون کر رہا ہے۔ وہ یہاں آکر ہمیں جواب دیں۔ لوگ ہم سے interview لے رہے ہیں کہ آپ پارلیمنٹ میں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے اس واقعے کے بعد کیا کیا ہے؟ جناب! ایک واقعہ نہیں ہے، یہ ایک line لگی ہوئی ہے اور اس واقعے کا جو reaction ہے اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم جب صبح اٹھتے ہیں تو دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ کیا شام کو ہمارے بچے گھر پہنچیں گے یا نہیں یا ہم خود بھی پہنچیں گے یا نہیں۔ جناب! مہربانی کر کے ایک unanimous resolution pass کرائیں کہ اس واقعہ کی رپورٹ 24 hours کے اندر یہاں آئے اور جو بھی اس میں involve ہے ہمیں اس کا پتا تو چلے کہ ہمارا دشمن کون ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی مولانا صالح شاہ صاحب۔

آگے ٹی ۱۵---

T15-08FEB2012 FAZAL\Mubashir 7:20 UR7

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں وقت کے اختصار کا خیال رکھوں گا۔ محترم سینیٹر شاہد بگٹی صاحب نے جس شرمناک اور دردناک واقعہ کا ذکر فرمایا، میں شاہد بگٹی کے اس دردناک اور پریشان کن حالات کی وجہ

سے پیدا ہونے والے دکھ میں فاٹا کی طرف سے شریک غم ہوں۔ میری درخواست ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے۔ جو ہم یہاں فلور پر سن رہے ہیں یا اخبارات میں دیکھ رہے ہیں اس سے قوم مطمئن نہیں ہو سکتی۔ جناب چیئرمین صاحب! دہشت گردی کے حالات ہر روز بڑھتے جا رہے ہیں۔ بلوچستان کی مسخ شدہ لاشوں کا ذکر آئے دن کیا جاتا ہے۔ اس پر تاحال عمل نہیں کیا گیا۔ یہ لوگ مطمئن نہیں ہیں۔ بلوچستان تو در کنار باقی تینوں صوبے بھی مطمئن نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ ہاؤس اس پر مطمئن نہیں ہے۔ اس طرح ہمارے قبائلی بھی بد سے بدتر حالات سے گزر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش ہے اور درخواست ہے کہ اس فلور پر جو پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد پاس کی گئی ہے اس قرارداد کو تاحال نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا اور رکاوٹ کیا ہے؟ اگر کوئی رکاوٹ ہے تو براہ کرم اس ہاؤس کو مطمئن کیا جائے کہ اس پر عمل درآمد کرنے میں یہ رکاوٹ ہے۔

نمبر دو، ہمارے قبائل جنوبی وزیرستان میں تین سال سے مسلسل آپریشن شروع ہے۔ اب تک کچھ مثبت نتائج نہیں نکلے۔ جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ یہ مایوسی کا سا حال ہے، ہم یہاں فلور پر، میڈیا اور جہاں بھی ہم جاتے ہیں یہی رونا رو رہے ہیں لیکن مثبت نتائج سامنے نہیں آتے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے پہلے بھی فلور پر یہ بات کہی ہے اور اب بھی میں فلور پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے قبائلیوں سے جو رویہ اختیار کیا جاتا ہے وہ نامناسب ہے خصوصی طور پر جنوبی وزیرستان سے۔ آرمی سے اس سلسلے میں ہمارے گلے شکوے نہیں ہیں۔ ہمارے گلے شکوے خصوصاً صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب سے ہیں۔ دہشت گردی بڑھ رہی ہے۔ دہشت گردی کی روک تھام ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ ہمیں گلہ صرف پیپلز پارٹی سے ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ان حالات کی روک تھام کے لئے کچھ تدابیر اختیار کی جائیں تاکہ یہ حالات جو ناگفتہ بہ ہیں ان کو ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ہارون صاحب! آپ نے اس پر بات کرنی ہے۔

سینیٹر ہارون خان: جناب چیئرمین! بہت ساری باتیں ہو گئی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو action ہے اس کو جتنا بھی آدمی condemn کرے وہ کم ہے۔ ایک چیز آپ نظر میں رکھیں کہ بہت ساری foreign agencies اس ملک میں بلوچستان پر focus کئے ہوئے ہیں۔ اگر ان کا یہ مقصد تھا کہ اس action سے جو نفرتیں ہیں وہ زیادہ بڑھیں تو ہمیں اس میں نہیں پڑنا چاہیے اور میرا خیال ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا انسان نہیں ہو سکتا جو اس طرح کا action کرے۔ جو عورتوں اور بچوں کو مارے اور بے دردی سے مارے۔

دوسری بات، پروفیسر خورشید صاحب نے کہا کہ American Congressional Committee نے جس کے چیئرمین ہیں Congressman Dana Rohrabacher انہوں نے ایک Article لکھا independent Balochistan کا اور اس کے بعد وہ ایک meeting call کر رہے ہیں۔ اس پر ہمیں شدید احتجاج کرنا چاہیے۔ How dare they talk about an independent province and how dare they call a meeting? میں آپ کو suggest کرتا ہوں کہ مجھے بھی بڑی تشویش ہے کہ ان کی ایک movement against wall street شروع ہوئی ہے اور شاید امریکہ disintegrate ہو جائے تو ہمیں بھی Foreign Relation Committee کی ایک meeting call کرنی چاہیے کہ امریکہ disintegrate ہونے لگا ہے اور ہم اس کے بارے میں deliberations کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بیگم نجمہ صاحبہ۔

سینیٹر نجمہ حمید: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس پر سب لوگوں نے اظہار خیال کر لیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ بہت بڑے خاندان کی بیٹی تھی اور یہ سارے پاکستان کی بیٹی تھی۔ اس سے اتنی زیادتی ہوئی ہے۔ وہ محب الوطن پاکستانی خاندان تھا جس نے پاکستان بنانے میں ایک اہم role ادا کیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس بچی کا معاملہ تو یہاں پر آگیا ہے اور میں ہارون صاحب کی بھی تائید کرتی ہوں کہ ایجنسیاں بھی اس میں ملوث ہو سکتی ہیں یا اور کونسے کونسے لوگ ہیں لیکن اتنی زیادتی کہ ان پر سڑکوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ پتا نہیں بلوچستان کو کس کی نظر لگ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پاکستان اور بلوچستان کو قائم دائم رکھے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ بڑے خاندان کی بیٹی تھی، بڑے گھر کی بیٹی تھی اس کا معاملہ تو منظر عام پر آگیا ہے لیکن ہم گلیوں میں رہنے والے ہیں محلوں میں رہنے والے نہیں۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور میں کہتی ہوں کہ کس کس جگہ، تمام شہروں میں یہ سب کی بیٹیوں کے ساتھ اسی طرح کا ہو رہا ہے۔ اس کا تو اس ایوان میں آگیا ہے لیکن باقی چھوٹے اور متوسط گھروں کی بیٹیوں کا نہیں آرہا ہے۔ اس حکومت کو اور خاص طور پر رحمان ملک صاحب کو میں کہوں گی کہ وہ اس معاملے کو ذرا دیکھ لیں کیونکہ ہر روز اخباروں میں آتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ صرف قصے کہانیاں آتی رہیں اور TV پر بھی آتا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ سب بیٹیاں پاکستانیوں کی بیٹیاں ہیں۔ محب الوطن لوگوں کی بیٹیاں ہیں۔ اگر اس بیٹی کا آیا ہے تو باقی بیٹیوں کا بھی اسی طرح آنا چاہیے۔ جو بیٹی ہمارے سامنے شادی سے نکلی ہے اور اس کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ اسی طرح باقی بیٹیوں کے ساتھ بھی ہوتا رہتا ہے جن کے زیور بھی اتارے جاتے ہیں اور بے حرمتی بھی ہوتی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ ان بیٹیوں کو بھی آپ اس طرح

انصاف دلوائیں جس طرح بگٹی صاحب کی بیٹی کو آپ دلوا رہے ہیں - اسی طرح میں باقی پاکستانی بیٹیوں کا بھی کہتی ہوں کہ کچھ ہم لوگوں کے سامنے آتی ہے جو عوام میں رہتے ہیں اور ان جگہوں پر رہتے ہیں جہاں پر یہ ظلم و زیادتیاں ہوتی رہتی ہیں- شکریہ-

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ- بخاری صاحب-

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: شکریہ- جناب چیئرمین! بلاشبہ جو شاہد بگٹی صاحب نے point of order پر ایک مسئلے کو اٹھایا ہے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے- جو دکھ ان کو ہوا اس میں ہم بھی برابر کے شریک ہیں اور یہ بڑا دلخراش واقعہ تھا جس میں جس بے دردی سے دو خواتین کو شہید کیا گیا- یہ target killing کے حوالے سے بھی تھا اور جن خیالات اور جذبات کا اظہار معزز ممبران نے یہاں پر کیا- یہ صرف اس واقعہ تک confine نہیں ہے اس کی repercussion کے بارے میں جو بات کی گئی ہے وہ قابل غور ہے- تمام parliamentary forces کو اس حوالے سے ضرور دیکھنا چاہیے- اس ملک کی political leadership کو بھی اس حوالے سے ضرور دیکھنا چاہیے جن خدشات کا اظہار معزز ممبران نے کیا- پاکستان کی سالمیت ہمارے لئے سب سے اولین، اس کی integrity and solidarity پاکستان کی political forces کے لئے اولین درجہ رکھتی ہے- جہاں پر تحقیقات کا معاملہ ہے بلاشبہ Government نے اس پر پہلے بھی Interior Minister نے یہاں statement دی- حکومت سندھ سے بھی اور وفاقی سطح پر بھی ہماری یہ کوشش ہو گی کہ جلد از جلد وہ ملزمان گرفتار بھی ہوں، قانون کے کٹہرے میں بھی آئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسخ شدہ لاشوں کی بات ہو یا حقوق کی بات ہو تو پارلیمان کی ایک کمیٹی جو آج exist کرتی ہے national security کی، میں سمجھتا ہوں کہ اس issue کو بھی وہ کمیٹی ضرور examine کرے جن خیالات کا اظہار ممبران نے یہاں پر کیا- اس میں مختلف پارٹیوں کی نمائندگی بھی ہے اور پاکستان کے existence کے حوالے سے کہ وہ forces جو اس کو destabilize کرنا چاہتی ہے ان کے بارے میں بھی غور ہونا چاہیے اور ایک مکمل لائحہ عمل طے کرنا چاہیے تا کہ اس قسم کے واقعات آئندہ نہ دہرائیں جا سکیں- Thank you very much.

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ- اچھا یہ Call Attention Notice ہے بلور صاحب بھی موجود نہیں ہیں-

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It should be disposed of.

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! rules allow نہیں کرتے ورنہ میں آپ کو ضرور اجازت دے دیتا- ٹھیک ہے-

He is not present, stands disposed of. Now, the House stands adjourned to meet again on Thursday, the 9th February, 2012 at 4.00 p.m.

(The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 9th February, 2012 at 4.00 p.m.)